عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۶ | ۴ تا ۱۱ ربیع الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ نومبر ۲۰۱۷ء | شمارہ: ۴۴

سیرت کا پیغام

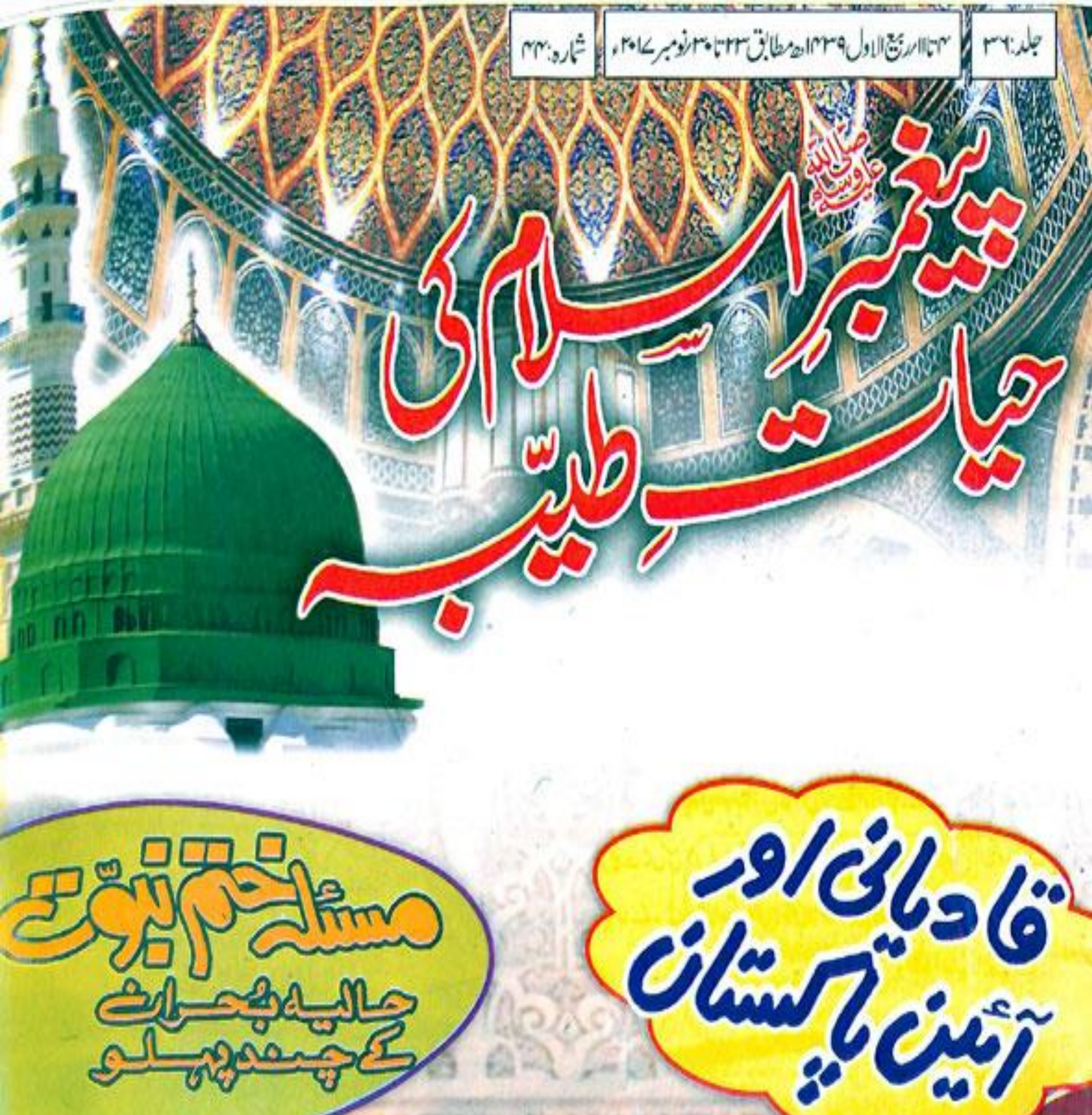

پیغمبر اسلام ﷺ کی حیاتِ طیبہ

مسئلہ ختم نبوت
حالیہ بحران کے چند پہلو

قادیانی اور آئین پاکستان

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.om

فرضیتِ علم سے کون سا علم مراد ہے؟

س:...... علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ اس علم سے کون سا علم مراد ہے؟ دنیاوی علوم یعنی سائنس، کامرس، آرٹس، کمپیوٹر وغیرہ یا دین کا علم؟ اس کی وضاحت فرمادیں۔

ج:...... قرآن و حدیث میں علم حاصل کرنے کے جو فضائل اور اہمیت بیان فرمائی گئی ہے، بلاشبہ اس سے مراد علم دین ہی ہے نہ کہ دنیاوی فنون۔ کیونکہ دنیاوی علوم علم سے زیادہ ہنر اور فن کی حیثیت رکھتے ہیں، جس طرح ایک کاریگر اپنے کمال فن کو کام میں لے کر اپنی مہارت کے ذریعہ نام اور روپیہ پیسہ حاصل کرلیتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح دنیاوی علوم و فنون کی ڈگری اور کسی شعبہ میں مہارت حاصل کرکے بھی یہی نام اور روپیہ پیسہ کمایا جاتا ہے۔

اسی وجہ سے یہ دنیا مادی اعتبار سے ترقی کی طرف رواں دواں ہے اور دینی، اخلاقی و روحانی اعتبار سے تنزلی کی طرف، دنیا کے لئے جو دوڑ دھوپ محنت اور کوشش کی جاتی ہے، اس کا عشر عشیر بھی دین اور علم دین حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا جاتا حالانکہ یہ دنیا اور یہاں کی ساری محنت بالکل فانی ہیں۔ دین اور دین کی محنت آخرت کے لئے کی جاتی ہے جو ہمیشہ رہے گی۔

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے علم میں اضافہ کی دعا مانگنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے:

"قل رب زدنی علما۔" (سورۂ طٰہٰ)

ترجمہ: "آپ کہئے: اے میرے پروردگار! میرے علم میں اضافہ فرما۔"

علامہ حافظ ابن حجرؒ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"قوله عزوجل: رب زدني علماً. والمراد بالعلم العلم الشرعي الذي يفيد مايجب على المكلف من امر دينه في عبادته و معاملته، والعلم بالله وصفاته وما يجب له من القيام بأمره تنزيهه عن النقائص، ومدار ذلك على التفسير والحديث والفقه۔" (فتح الباری، ص:۱۹۲، ج:۱)

ترجمہ: "علم سے مراد شریعت کا علم ہے، جس سے مکلف پر عبادات و معاملات کے متعلق واجب امور کا علم، اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا علم، اسی طرح مکلف پر اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے اور واجب الاحتراز امور کا علم حاصل ہوسکے، جس کا مدار تفسیر حدیث اور فقہ ہے۔"

اتنا علم ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض عین ہے کہ جس کی روشنی میں وہ اپنے فرائض اور واجبات ادا کرسکے۔ مثلاً: نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح، طلاق، معاملات، تجارت کے متعلق ضروری احکام اور مسائل کا علم حاصل کرنا کہ جس کی بنا پر یہ عبادات صحیح طریقہ سے انجام دی جاسکیں اور ضرورت سے زیادہ اپنے اور لوگوں کی بھلائی کی نیت سے حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔

باقی دنیاوی علوم و فنون حاصل کرنے اور دنیا کے لئے محنت کرنے سے شریعت میں منع نہیں فرمایا گیا۔ بشرطیکہ شریعت کے دائرہ میں رہ کر ان کو حاصل کیا جائے۔ بے دینی اور گمراہی لایعنی امور سے اجتناب کیا جائے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
مجلس

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۶ ۴تا۱۱ربیع الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۳تا۳۰ نومبر ۲۰۱۷ء شمارہ:۴۴

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیراعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیراعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

ختم نبوت اور تحریک لبیک یارسول اللہ کا دھرنا	۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
پیغمبر اسلام ﷺ کی حیات طیبہ	۷	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
سیرت النبی ﷺ کی ایک جھلک	۱۱	مفتی صہیب احمد قاسمی
سیرت کا پیغام	۱۴	مولانا محمد فیاض خان سواتی
قادیانی اور آئین پاکستان	۱۷	مولانا محمد ازہر مدظلہ
مسئلہ ختم نبوت.... حالیہ بحران کے چند پہلو	۱۹	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
مشن کی تکمیل	۲۱	مولانا قاضی احسان احمد
پندرہ روزہ کورس میں شرکت	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام (۸)	۲۵	حافظ عبیداللہ

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

مساجد، اذان، نماز، نوافل اور رات کا قیام

حدیث قدسی ۸: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، جو شخص میرے کسی دوست سے دشمنی کرتا ہے تو میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں اور کوئی بندہ جو میرا قرب میری پسندیدہ چیز کے ذریعہ سے تلاش کرتا ہے تو میری پسندیدہ چیز وہی ہے جو میں نے فرض کی اور میرا بندہ جو ہمیشہ کثرت نوافل کی وجہ سے میرا قرب تلاش کرتا ہے تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ میں اس کو دوست بنالیتا ہوں اور اس سے محبت کرتا ہوں۔

اور جب میں اس کو دوست بنالیتا ہوں اور اس کے ہاتھ اور پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا اور چلتا ہے اور اگر مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اس کو دیدیتا ہوں اور اگر کسی چیز سے پناہ مانگتا ہے تو اس سے پناہ دے دیتا ہوں اور میں کسی چیز کے کرنے میں جس کو میں کرنا چاہتا ہوں اتنا تامل اور تردد نہیں کرتا جتنا مومن کی موت میں کرتا ہوں، کیونکہ موت کو وہ پسند نہیں کرتا اور میں اس کی ناخوشی کو پسند نہیں کرتا اور موت کا وقوع اس کے لئے ضروری ہے۔ (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ خدا کا قرب تلاش کرنے والوں کا بہترین راستہ فرائض کی پابندی ہے لیکن جو بندے کثرت نوافل کی راہ سے اس کا قرب تلاش کرتے ہیں ان کا بھی یہ مرتبہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کے دوست ہو جاتے ہیں ہاتھ پاؤں بن جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے افعال واعمال کا میں ذمہ دار ہو جاتا ہوں وہ جو کچھ کرتا ہے میری مرضی اور میرے منشاء کے موافق ہوتا ہے اس لئے میں ہی ذمہ دار ہوتا ہوں جیسا حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے افعال کی تاویل کرتے وقت فرمایا تھا: ''وما فعلته عن امری ''یعنی یہ کام میں نے اپنی مرضی اور اپنی جانب سے نہیں کئے بلکہ جو کچھ مجھ سے کرایا گیا وہ میں نے کردیا۔

مومن کی موت میں تامل اور تردد کا مطلب یہ ہے کہ طبعاً ہر شخص موت کو پسند نہیں کرتا اسی طرح مومن بھی موت سے گھبراتا ہے اور میں کوئی کام اس کی خواہش کے خلاف کرنا نہیں چاہتا لیکن موت ایک لازمی چیز ہے، اس کا واقع ہونا ضروری ہے تو تامل اس بات میں ہوتا ہے کہ موت بھی واقع ہو جائے اور مومن کی خواہش کے خلاف بھی نہ ہو تو بعض شارحین حدیث نے فرمایا کہ اس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ مرتے وقت مومن کی بشارتیں اور پیامات ایسے پہنچتے ہیں جس سے وہ موت کا خواہش مند ہو جاتا ہے اور دنیاوی مصائب اس قدر پیش آتے ہیں کہ موت سے کراہیت اور گھبراہٹ کم ہو جاتی ہے۔

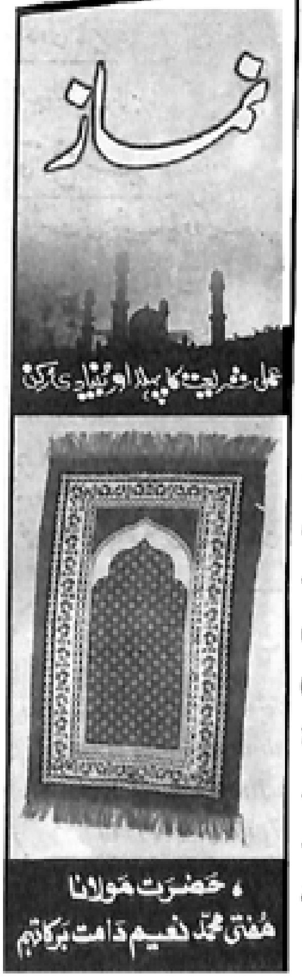

نماز جمعہ

س:...... جمعہ کے دن کی شریعت اسلامیہ میں کیا خصوصیت ہے اور کیا فضائل ہیں؟

ج:...... ہفتے کے سات دنوں میں شریعت اسلامیہ میں جمعہ کے دن کو دوسرے تمام دنوں کا سردار قرار دیا گیا ہے۔ (ابن ماجہ، ص:۷۶) البتہ یہ دن دوسرے دنوں سے بہتر اور افضل بھی ہے۔ (کنز العمال، ج:۷، ص:۲۹۰) اور مسلمانوں کے لئے خوشی کا دن بھی ہے، اس کے فضائل میں چند واقعات ذکر کئے جاتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن ہی پیدا فرمایا تھا۔ (مسند شافعی، ج:۱، ص:۱۷) جمعہ کے دن ہی قیامت قائم ہوگی۔ (مسند احمد، ج:۳، ص:۴۳۰) ہر جمعہ کے دن جنتیوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا کرے گا۔ (کنز العمال، ج:۳، ص:۲۱۵)، جمعہ کے دن دوزخ کو دہکایا (گرم) نہیں جاتا۔ (ابوداؤد، ص:۱۵۵)، جمعہ کے دن مُردوں کو عذاب قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ (ترمذی شریف، ج:۱، ص:۲۷۳) وغیرہ، وغیرہ۔ (عمدۃ الفقہ، ج:۲، ص:۳۳۳)

س:...... کیا شریعت اسلامیہ نے مسلمانوں کو جمعہ کے دن سے متعلق کچھ آداب بھی بیان کئے ہیں؟

ج:...... جی ہاں! ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ جمعہ کی تیاری، جمعرات کے دن سے کرے یعنی: (۱) جمعہ کے دن پہننے کے لئے پہلے سے ہی دھلے ہوئے اور صاف کپڑے تیار ہوں، (۲) جمعہ کے دن غسل کرے، سر کے بالوں اور بدن کو خوب صاف کرے اور دانتوں کی صفائی بھی بہتر یہ ہے کہ مسواک سے کرے، اگر ناخن بڑھے ہوئے ہوں اسے کاٹے، جسم کے غیر ضروری بال جسے صاف کرنے کا شریعت نے حکم دیا ہے اگر اسے صاف کئے چالیس دن گزر گئے ہوں تو ان بالوں کو لازمی طور پر صاف کرے، (۳) جمعہ کے دن غسل کے بعد عمدہ سے عمدہ لباس کا جو جوڑا میسر ہوا سے پہنے اور ممکن ہو تو خوشبو بھی لگائے، (۴) جمعہ کے دن کسی بھی وقت سورۂ کہف (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرے، اس کے پیر سے آسمان تک ایک نور روشن ہوگا جو قیامت کے دن اسے روشنی دے گا اور اس کے دونوں جمعوں کے درمیان کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔'' (اتحاف السادہ، ص:۲۹۲) کی تلاوت کرے نیز جمعہ کے دن روایات میں سورۂ یٰسین (جو شخص شب جمعہ کو سورۂ یٰسین پڑھے گا، اس کی مغفرت ہوگی اور اس کی حاجات پوری ہوں گی)۔ (ترغیب، ج:۱، ص:۵۱۳، اتحاف، ج:۳، ص:۲۹۳) اور سورۂ دخان بھی پڑھنا بتلایا جاتا ہے۔ روایات میں آیا ہے کہ جو شخص شب جمعہ یا جمعہ کے دن سورۂ دخان کی تلاوت کرے گا، اس کی مغفرت ہو جائے گی، اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائیں گے اور اس کے لئے ستر ہزار فرشتے دعائے مغفرت کریں گے۔ (ترغیب، ج:۱، ص:۱۱، اتحاف السادہ، ج:۳، ص:۲۹۳)

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

ختم نبوت

اور تحریک لبیک یارسول اللہ کا دھرنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

کئی دنوں سے مولانا خادم حسین رضوی لاہوری، مولانا پیر محمد افضل قادری گجراتی کی زیر قیادت فیض آباد راولپنڈی میں تحریک لبیک یارسول اللہ کا دھرنا جاری ہے۔ ان کے مطالبات واضح ہیں کہ انتخابی اصلاحات کے بل میں حکومتی جماعت نے جس طرح دھوکہ دہی سے حلف نامہ کی جگہ اقرار نامہ کر کے قادیانیوں کو مسلمانوں میں ووٹ درج کرانے کی راہ ہموار کی۔ آئندہ کے لئے اس کا تدارک کیا جائے تاکہ کوئی منچلا یا بدنیت یا دھوکہ باز یا ڈاکو اس طرح کی حرکت کر کے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصف خاص اور امتیازی شان ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بننے والے قانون کو بے اثر نہ کردے۔ اس کے لئے سب سے آسان اور سمجھ آنے والا راستہ یہ تھا کہ اس ترمیم کو لانے کی تمام تر ذمہ داری وفاقی وزارت قانون کی تھی۔ ترمیمی بل کا انہوں نے ڈرافٹ تیار کیا۔ جو گھپلا ہوا، گھر اان کے ہاں جاتا ہے۔ وہ گھر اباہر نکالیں۔ راستہ دیں تاکہ چور تلاش کیا جاسکے۔ اگر وہ اپنے گھر سے گھر اباہر نہیں نکال پارہے تو وہ ذمہ دار ہیں۔ اس کے لئے صرف تحریک لبیک یارسول اللہ کی قیادت نہیں بلکہ نواز لیگ کے جناب شہباز شریف صاحب تک مطالبہ کر چکے ہیں کہ ذمہ دار کا تعین کر کے اسے وزارت سے نکالا جائے۔ اس کے لئے کمیٹی بنی لیکن نہ اس کا نتیجہ سامنے آیا نہ ملزم کو سزا ملی۔ گویا حکومتی حکمت عملی سے ملزم کو پناہ دے کر راہ ہموار کی جارہی ہے کہ آئندہ بھی طالع آزما چاہیں تو ختم نبوت کے باغیوں کی حمایت میں اس قانون کو غیر مؤثر کریں۔

یہ بات اب ریکارڈ کا حصہ ہے کہ وفاقی وزیر قانون نے جس این۔جی۔اوز کے کہنے پر بیرونی آقاؤں کی آشیرباد سے کھیل کھیلا وہ بلاوجہ نہیں۔ اس کے پس منظر میں خوفناک ارادوں اور سازشوں کے ساتھ اسلام دشمن قوتیں گھات لگائے بیٹھی تھیں۔ اگر ان کی مراد بر آتی تو اس کے جو خوفناک اور تباہ کن اثرات ہوتے، کاش کہ حکمران اس کا شعوری طور پر ادراک رکھتے تو ذمہ داروں کو سزا دینے میں تاخیر نہ کرتے۔

دیکھئے! یہ ترمیم کا کیس اتنا سادہ نہیں جتنا اسے سمجھا جارہا ہے۔ ۲۰۰۲ء میں پرویزی حکومت کی آمرانہ سوچ اور ملعونانہ فکر نے انتخابی اصلاحات کی دفعہ نمبر ۷ کی شق ''بی'' اور ''سی'' کو حذف کرنا چاہا۔ جمعیۃ علماء اسلام نے اس کے سامنے پوری قوم کو کھڑا کر کے بند باندھ دیا۔ فلیٹیز ہوٹل لاہور میں مولانا

فضل الرحمٰن نے اے. پی. سی کا اجلاس طلب کیا۔ پوری قومی قیادت اور چاروں مکاتب فکر کے نمائندگان نے وارننگ دی کہ ایک ہفتہ میں حکومت دوبارہ مسلم، غیرمسلم کی ووٹرلسٹیں علیحدہ علیحدہ بنانے کا اعلان کرے۔ حلف نامہ بحال کیا جائے، ورنہ ہم تحریک چلائیں گے۔ پرویزی حکومت نے اپنی تے کو چانا اور یہ دفعات شامل کردی گئیں۔ لیکن ۲۰۰۸ء-۲۰۱۳ء کے الیکشن میں دفعہ نمبر۷ کی دونوں شقوں کو اڑادیا گیا۔ اب موجودہ ترمیم کے ذریعہ ان کے نشان کو بھی ان قوانین کی منسوخی کے ذریعہ مٹایا جارہا تھا۔ حکومت نے ترمیم واپس لی۔ دفعہ نمبر۷ کی شقوں کو بحال کرنے کا اعلان کیا۔

جناب راجہ ظفرالحق صاحب نے مژدہ سنایا کہ قومی اسمبلی کے اجلاس میں ان کی بحالی کو عملی جامہ پہنایا جائے گا۔ جمعیۃ علماء اسلام نے اس کے لئے سینیٹ میں ترمیم جمع کرائی ہوئی ہے۔ پارلیمنٹ میں شامل تمام جماعتوں کی قیادت کا متفقہ وعدہ ہے کہ ان کو بحال کیا جائے گا۔ مگر تاحال ان کو بحال نہیں کیا گیا اور قومی اسمبلی کا اجلاس بھی ختم ہوگیا جب کہ وہ ترمیم بھی زیر بحث لاکر منظور نہ ہو پائی۔ اس سازش کے مجرم وفاقی وزیر قانون کو بھی نہ نکالا گیا۔ تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ بھی منظر پر نہ لائی گئی تو دینی قوتوں کے سامنے سوائے اس کے اور کوئی راستہ باقی نہیں رہ جاتا کہ وہ احتجاج کریں۔ پورے ملک میں تمام جماعتیں اس پر صدائے احتجاج بلند کررہی ہیں۔ خطبات جمعہ، جلسہ ہائے عام، کانفرنسوں میں ہر منبر ومحراب سے ترانے گونج رہے ہیں۔ اخبارات میں مطالبات کئے جارہے ہیں۔ لیکن قوت مقتدرہ جان بوجھ کر اسے معرض التواء میں ڈال کر عمداً تاخیری حربوں سے اسے ٹھنڈا کرنے کے درپے ہے۔ غالباً میاں نواز شریف صاحب نے ختم نبوت کے مسئلہ سے بے اعتنائی و بے وفائی کے جرم پر ملنے والی تنبیہات کو درخوراعتنا نہیں سمجھا۔ مزید وہ کچھ اور چاہتے ہیں۔ کیا ان کی آنکھیں کھولنے کے لئے اتنی بات کافی نہ تھی کہ ایک آواز پر پورے ملک کے عوام کو اللہ رب العزت نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ایک کردیا اور وہ سب سروقد ہوگئے۔ غالباً حکومت نے اس سے سبق حاصل نہیں کیا۔ ورنہ مجرموں کو سزا دینا اور اس ترمیم سے متعلق تمام وعدوں پر عمل درآمد میں وہ ایک سیکنڈ بھی ضائع نہ کرتے۔

غالباً اس پُرامن جدوجہد کو نظرانداز کرنے کے خطرناک نتائج کا حکومت ادراک نہیں کررہی۔ یقین فرمایئے کہ جس طرح ختم نبوت کے مسئلہ کو سیاسی اغراض کے لئے یا اپنے ذاتی قدوکاٹھ کی بڑھوتری کے لئے یا دنیوی مفاد کے طور پر استعمال کرنا کفر ہے۔ اسی طرح اس مسئلہ کے مقتضیات پر عمل نہ کرنا بھی گھناؤنا اور ناقابل معافی جرم ہے۔ جس کا حکومت کو فوری ادراک کرنا چاہئے۔ تحریک لبیک یارسول اللہ کی حکمت عملی سے اختلاف کی گنجائش ہے کہ انہوں نے مکاتب فکر کو اعتماد میں نہیں لیا۔ خود اپنے مکتب فکر کو اپنے ساتھ نہیں لیا۔ اکیلے پرواز بھری ہے۔ لیکن مسئلہ کی نزاکت اور ان کی قیادت کے حوصلہ سے اختلاف کرنا ناممکن ہے کہ وہ اس آڑے وقت، ناموافق موسم میں کھلے آسمان تلے ختم نبوت زندہ باد کی صداؤں کو بلند کر رہے ہیں۔ ان کی فلک شگاف صدا بے اثر نہیں جائے گی۔ لگتا ہے آنے والے وقت میں راولپنڈی کی تاجر برادری ہڑتال کرے گی۔ ان سے دست تعاون بڑھائے گی۔ ان کے شانہ بشانہ کھڑی ہوگی۔ پھر پورا ملک ان کے ساتھ ہوگا۔ تمام مسالک ان کے یمین و یسار ہوں گے۔ حکومت ان بے نواؤں کا امتحان نہ لے۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی!

اب بھی حکومت کا فرض ہے کہ وہ دفعہ نمبر۷ کی شقوں کو بحال کرے۔ عملی اقدام سے اپنی پوزیشن واضح کرے اور مجرموں کو نمونہ خیز، عبرت آموز سزا دے۔ ورنہ پوری قوم احتجاج کرنے والوں کے ساتھ کھڑی ہوگی۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

پیغمبر اسلام ﷺ کی حیاتِ طیبہ

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۵۷۰ء میں پیدا ہوئے، ان کی پیدائش سے پہلے ہی ان کے والد کا انتقال ہو چکا تھا، ۶ سال تک اپنی والدہ اور ان کی وفات کے بعد نویں سال تک دادا کی پرورش میں رہے، پھر آپ کے چچا نے نہایت محبت کے ساتھ آپ کی پرورش کی، اس یتیمی کی زندگی نے آپ کے اندر یتیموں اور کمزوروں کے بارے میں محبت اور رحم دلی کے بے پناہ جذبات پیدا کر دیے، آپ کی سچائی اور امانت داری کا اتنا شہرہ تھا کہ لوگ آپ کو صادق (سچا) اور امین (امانت دار) کہہ کر پکارتے تھے، آپ کے اندر فطری طور پر بڑی حکمت وفراست بھی پائی جاتی تھی، نبی بنائے جانے سے پہلے کعبۃ اللہ کی ٹوٹی ہوئی عمارت کو دوبارہ تعمیر کرنے کے مرحلہ میں مختلف قبیلوں کے درمیان سخت اختلاف پیدا ہو گیا اور اندیشہ پیدا ہو گیا کہ ایسی لڑائی چھڑ جائے گی کہ خون کی ندیاں بہنے لگیں گی؛ لیکن سب لوگوں نے آپ کو حَکَم مان لیا اور آپ نے ایسا خوب صورت فیصلہ کیا کہ سارے لوگوں نے بہ خوشی قبول کر لیا۔

ٹھیک ۴۰ سال کی عمر یعنی ۶۱۰ء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ودیانت اور اخلاقی خوبیوں کا پورے مکہ میں چرچا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بچپن اور جوانی اسی مکہ میں گزارا، نبوت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لوگوں نے ہر طرح کی ایذا اور رسائی کا راستہ اختیار کیا؛ لیکن کوئی انگلی نہ تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار پر اٹھے اور کوئی زبان نہ تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت وپاکیزگی پر کھلے۔

جب آپ کی عمر ۴۰ سال کی ہوئی تو آپ پر اللہ کا کلام اُترنا شروع ہوا، اس اچانک پیش آنے والے واقعہ سے آپ گھبرا گئے، آپ فوراً اپنی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور اپنی گھبراہٹ کا اظہار کیا، اس وقت آپ کی بیوی نے - اور ظاہر ہے کہ بیوی سب سے زیادہ شوہر کے حال سے باخبر ہوتی ہے - کہا: خدا کی قسم! اللہ ہرگز آپ کو رُسوا نہیں کرے گا؛ کیوں کہ آپ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں، لوگوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، ناداروں کا خیال کرتے ہیں، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور کسی اچھے کام کی وجہ سے انسان مصیبت میں پڑ جائے تو اس کی مدد کرتے ہیں۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۳) پھر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ آپ اپنے پیغمبر ہونے کا اعلان فرمائیں تو مکہ کے قدیم طریقے کے مطابق آپ نے صفا کی پہاڑی سے آواز لگائی، لوگ جمع ہو گئے، آپ نے اپنی بات پیش کرنے سے پہلے لوگوں کے سامنے اپنی ذات کو پیش کیا، آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے درمیان ۴۰ سال گزارے ہیں، تم نے مجھے سچا پایا یا جھوٹا؟ تمام لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا: سچا، پھر آپ نے دریافت کیا کہ تم نے مجھے امانت دار پایا یا خیانت کرنے والا؟ تمام لوگوں کی زبان پر تھا: امانت دار، آپ نے مزید پوچھا: اگر میں کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے ایک فوج کھڑی ہے، جو تم پر حملہ کرنے والی ہے تو کیا تم اس کا یقین کرو گے؟ لوگوں نے کہا: بظاہر ایسے حالات نہیں ہیں کہ کوئی گروہ ہم پر حملہ کرے؛ لیکن ہم نے کبھی آپ کو جھوٹ بولتے ہوئے یا بددیانتی کرتے ہوئے نہیں دیکھا؛ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ آپ کہیں اور ہم اس کا یقین نہ کریں، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اللہ کا بندہ اور اس کا پیغمبر ہوں“۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کے کس اعلیٰ معیار پر تھے کہ جن لوگوں کے درمیان آپ نے بچپن سے لے کر جوانی تک کا پورا وقت گذارا، ان سے آپ کو اپنے بارے میں دریافت کرنے میں کوئی ڈر نہیں ہوا؛ اسی لئے جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول نہیں کیا، وہ بھی اس بات کی ہمت نہیں کر سکے کہ آپ کے اخلاق وکردار پر انگلی اٹھائیں۔

۱۳ سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں دعوتِ دین کی جدوجہد فرمائی، یہ ۱۳ سال ایسے گزرے کہ شب وروز آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے قرار رہتے کہ کسی طرح اللہ کے بندے اللہ کو پالیں اور صحیح راستہ کی طرف آ جائیں، پورا دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم گلیوں، کوچوں اور بازاروں میں گھوم گھوم کر دعوت دینے میں گزارتے، ایک ایک دروازہ پر پہنچتے اور دروازۂ دل کو دستک دیتے، ایک ایک شخص سے ملتے اور اس کی

خوشامد فرماتے؛ لیکن بہت کم لوگ تھے، جنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا، اکثریت ان لوگوں کی تھی کہ حق کی روشنی ان کے سامنے دوپہر کی دھوپ کی طرح کھل کر آ گئی، مگر بت پرستی اور بے دینی کو چھوڑنے پر وہ آمادہ نہیں تھے؛ کیوں کہ یہی ان کے آباء واجداد کا مذہب تھا، اس درمیان کوئی تکلیف نہ تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی نہ گئی ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورے خاندان سمیت بائیکاٹ کیا گیا، مسلمان لقمہ لقمہ کو ترستے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خاندان کے ساتھ درخت کے پتے اور چھال تک کھانے پر مجبور تھے، جسم اقدس پر اونٹ کی اوجھ اور غلاظت ڈال دی گئی، گلے میں پھندہ ڈال کر جان لینے کی کوشش کی گئی، راستہ میں کانٹے بچھائے گئے، جملے کسے گئے اور تالیاں پیٹی گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فاتر العقل اور جادوگر مشہور کیا گیا۔

نبوت کے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا رخ کیا، شاید ان کو قبول اسلام کی توفیق ہو؛ لیکن طائف کی زمین مکہ سے بھی زیادہ سخت ثابت ہوئی، انھوں نے نہ صرف انکار کیا؛ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اوباش لڑکوں کو بھی لگا دیا، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر پھینکتے، خاک اڑاتے، ہنستے اور تمسخر کرتے، جسم لہولہان ہو گیا، نعلین مبارکین میں خون جم گیا، گھٹنے زخمی ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ جاتے تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا کر دیتے، حضرت زید بن حارثہؓ ساتھ تھے، انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاندھوں پر اُٹھالیا اور ایک باغ کی پناہ لی، ٹوٹے ہوئے دل اور اشک بار آنکھوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف متوجہ ہوئے، جب مطمئن ہو گئے تو بڑی پُر درد دعا فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الٰہ! اپنے ضعف و بے سروسامانی اور لوگوں کے مقابلہ میں اپنی بے بسی کی فریاد آپ ہی سے کرتا ہوں، آپ رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں، درماندہ بے کسوں کے پروردگار آپ ہی ہیں، آپ ہی میرے مالک ہیں، آخر آپ مجھے کس کے حوالے کر رہے ہیں؟ کیا اس حریف بے گانہ کے جو مجھ سے ترش روئی روا رکھتا ہے، یا ایسے دشمن کے جو میرے معاملہ پر قابو رکھتا ہے؛ لیکن اگر مجھ پر آپ کا غضب نہیں ہے تو پھر مجھے کچھ پرواہ نہیں، بس آپ کی عافیت میرے لئے زیادہ وسعت رکھتی ہے، میں اس بات کے مقابلہ میں کہ آپ کا غضب مجھ پر پڑے یا آپ کا عذاب مجھ پر نازل ہو، آپ ہی کے نور جمال کی پناہ مانگتا ہوں، جس سے ساری تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں اور جس کے ذریعہ دین و دنیا کے تمام معاملات سنور جاتے ہیں، مجھے تو آپ کی رضامندی اور خوشنودی مطلوب ہے، آپ کے سوا کہیں سے کوئی قوت وطاقت نہیں مل سکتی۔"

خدا کی قدرت دیکھئے کہ ایمان اور اسلام کی جو تخم آپ نے مکہ اور طائف کی سرزمین میں بوئی تھی، اللہ اس سے اہل مدینہ کے دلوں کو بار آور فرما رہا تھا، بارش کہیں اور ہو رہی تھی اور ایمان کا آب حیات کہیں اور جمع ہو رہا تھا، حج کے موقع سے مدینہ کے لوگ مکہ آئے، ان کے کان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی طرف متوجہ ہوئے، وہ مخلص اور حق کے متلاشی تھے، ضد اور اکڑ نہ تھی، اس لئے فوراً ہی کانوں سے دلوں تک کا فاصلہ طے ہوا، ایمان لائے اور اہل ایمان کو پناہ دینے کا عہد بھی کیا، مکہ کی زمین بتدریج اہل ایمان پر تنگ سے تنگ تر ہوتی جاتی تھی، بعض مسلمانوں کو گلے میں پھندا ڈال کر گرم ریتوں پر گھسیٹا جاتا، بعضوں کو سلگتے ہوئے شعلوں پر لٹایا جاتا اور ان کے جسم سے رسنے والے لہو سے آگ بجھائی جاتی، کسی کو دھوئیں کی دھونی دی جاتی، بعضے تو بے رحمی سے شہید ہی کر دیے گئے۔

لیکن مجال نہ تھی کہ دامن صبر مسلمانوں سے چھوٹ جائے اور حکم خداوندی کے بغیر وہ اپنے طور سے فیصلہ کریں، آخر خود خدا کی طرف سے حکم ہوا کہ مسلمان مکہ چھوڑ کر مدینہ آ جائیں، مسلمان آہستہ آہستہ مدینہ آنے لگے اور صرف وہی مکہ میں رہ گئے، جو یہاں سے جا نہیں سکتے تھے؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک مکہ ہی میں مقیم تھے اور اپنے بارے میں حکم خداوندی کے منتظر، اسلام کے دشمنوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ بنایا، ہر قبیلہ سے ایک ایک نمائندہ لے کر در دولت کا محاصرہ کر لیا، ادھر خدا کی طرف سے صورت حال سے آپ کو آگاہ فرمایا گیا، آپ پورے اطمینان کے ساتھ کچھ آیتیں پڑھتے ہوئے اور ایک مشت غبار محاصرین پر پھینکتے ہوئے باہر نکل آئے اور چھپتے چھپاتے کچھ دنوں میں مدینہ تشریف لائے، آپ کے سر دھڑ پر انعام مقرر ہوا، پیچھا کرنے والوں نے پیچھا کیا اور اپنے تئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق خاص حضرت ابوبکرؓ کی جان لینے کی کوشش میں کوئی کسر نہ رکھی، مگر خدا کی تدبیر کے سامنے ساری تدبیریں اکارت گئیں اور نبوت کا جو آفتاب مکہ میں طلوع ہوا تھا، مدینہ میں مہر نیم روز بن کر روشن ہوا۔

آپ جب مدینہ میں داخل ہوئے تو جشن کا منظر تھا، بچے، بوڑھے، جوان، مرد اور عورت، آقا اور غلام، بڑے اور چھوٹے، دل اور آنکھیں بچھائے پروانہ وار کھڑے تھے، زبان پر استقبالیہ نغمے، نگاہ پر شوق بے تاب، یا تو مکہ کی سرزمین مسلمانوں پر تنگ تھی یا پھر مدینہ نے دل و جگر راہوں میں بچھا رکھے تھے، مہاجرین کے لئے لٹے پٹے قافلوں کو اہل مدینہ نے

اپنے یہاں جگہ دی، گھر دیا، زر دیا، کھیت اور باغات نثار کئے اور سب سے بڑھ کر اتھاہ محبت اور پیار کی سوغات دی، اہل مدینہ نے جو ایثار کیا، شاید ہی انسانی تاریخ میں اس کی کوئی مثال مل سکے، اہل مکہ کی قربانیاں بھی کچھ کم نہ تھیں، گھر چھوڑا، وطن چھوڑا، وطن کی فضاؤں کو خیر باد کہا، اعزہ واقرباء کی محبت قربان کی اور اپنی پوری دنیا سے منہ موڑ کر ایک ایسی منزل کو چل پڑے جہاں اجنبیت سے سابقہ تھا اور مستقبل موہوم تھا، اس لئے آپ نے مکہ سے ترک وطن کر کے آنے والوں کو ”مہاجرین“ اور مدینہ کے رہنے والوں کو ”انصار“ کا نام دیا، مہاجر کے معنی ہیں ”دین کے لئے ترک وطن کرنے والا“ اور ”انصاری“ کے معنی ہیں ”اہل ایمان کی مدد ونصرت کرنے والا“، مسلمانوں میں ان دو طبقوں کے سوا کسی تیسرے طبقہ کا تصور نہیں، نہ ذات پات کا، نہ قبیلہ اور برادری کا، نہ ملک اور صوبہ کا، نہ زبان کا، کوئی اور تقسیم نہیں جو اللہ کو مسلمانوں کی گوارا ہو۔

ہجرت کا یہ واقعہ ایک طرف مسلمانوں کی قربانی اور دین کی حفاظت واشاعت کے لئے پیغمبر اسلام اور ان کے رفقاء عالی مقام کے ایثار وفدا کاری کی یادگار ہے اور دوسری طرف آئندہ اسلام کو جو فتوحات اور کامیابیاں حاصل ہوئیں، ان کا مقدمہ، یہ محض مکہ سے مدینہ کی طرف سفر نہیں تھا؛ بلکہ مغلوبیت سے غلبہ وظہور کی طرف اور مقہوریت سے طاقت و شوکت کی طرف سفر تھا، بظاہر مسلمانوں پر زمین تنگ ہو رہی تھی؛ لیکن خدا نے اسی تنگی میں آفاق کی وسعت کو سمو رکھا تھا، یہ واقعہ ناامیدیوں میں اُمید کی کرن سے روشناس کرتا ہے اور حوصلہ شکن حالات میں اُمید وحوصلہ کا چراغ جلاتا ہے اور اس بات کو بھی یاد دلاتا ہے کہ کیسی کیسی قربانیوں اور جانثاریوں سے خدا کے اس دین کو سربلند کیا گیا ہے اور کس قدر خون ولہو کے ذریعہ حق وصداقت کے اس شجرۂ طوبیٰ کی آب یاری فرمائی گئی ہے؟!

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا سب سے اہم پہلو رحم دلی اور امن وصلح اختیار کرنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو انسانوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ اس پر رحم نہیں کرتا۔ (بخاری، کتاب التوحید، حدیث نمبر: ۳۷) ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا: رحم کرنے والوں ہی پر خدائے مہربان بھی رحم کرتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو تو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ (ترمذی، حدیث نمبر: ۱۹۲۴) جو لوگ کمزور اور بے سہارا ہونے کی وجہ سے خصوصی مدد کے مستحق ہوتے ہیں، ان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی طور پر اچھے سلوک کا حکم دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یتیم کی محبت کے ساتھ پرورش کرے، وہ جنت میں میرے بہت قریب رہے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں کا اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: جیسے یہ دو انگلیاں۔ (ابوداؤد، حدیث نمبر: ۲۵۱۵، مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۲۸۲۰) آپ نے بوڑھوں کی توقیر اور بچوں کے ساتھ شفقت کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جو ایسا نہ کرے، وہ ہمارا آدمی نہیں۔ (ترمذی، حدیث نمبر: ۱۹۱۹) عورتوں کے ساتھ خاص طور پر اچھے سلوک کی تلقین کی۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمزوروں اور پریشان حال لوگوں کی مدد کی اہمیت کو بتاتے ہوئے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بعض لوگوں سے پوچھیں گے: میں بیمار تھا، تم نے عیادت نہیں کی؟ میں بھوکا تھا، تم نے کھانا نہیں کھلایا؟ میرے کپڑے نہیں تھے، تم نے مجھے لباس نہیں پہنایا: بندہ پوچھے گا: اے اللہ! کیا آپ بیمار پڑ سکتے ہیں اور میں آپ کی عیادت کر سکتا ہوں؟ کیا میں آپ کو کھانا کھلا سکتا ہوں؟ کیا میں آپ کو کپڑے پہنا سکتا ہوں؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اگر تو فلاں بیمار کے پاس پہنچتا تو مجھے وہاں موجود پاتے، اگر تو فلاں بھوکے کے پاس پہنچتا تو مجھے وہاں موجود پاتا، اگر تو فلاں ننگے کے پاس جاتا تو مجھے وہاں موجود پاتا۔ (مسلم، عن ابی ہریرہؓ، حدیث نمبر: ۲۵۶۹) آپ کی رحم دلی کا حال یہ تھا کہ مکہ میں ۱۳/سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ پر ایمان لانے والوں نے نہایت تکلیف میں گزارے، مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں، بعضوں کو ریت پر گھسیٹا گیا، بعضوں کو آگ کے انگارے پر لٹایا گیا، بعض مردوں اور عورتوں کو قتل کر دیا گیا، خود آپ کے گھر کی دہلیز پر کانٹے ڈالے جاتے، گھر کے اندر کچرا پھینک دیا جاتا، گلے میں اونٹ کی اوجھ کا پھندا ڈال کر مارنے کی کوشش کی گئی، قتل کا منصوبہ بنایا گیا؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پورے عرصہ میں نہ کبھی ہاتھ اٹھایا نہ اپنے ساتھیوں کو اس کی اجازت دی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ خالی ہاتھ مدینہ چلے گئے، مدینہ کے زیادہ تر لوگوں نے آپ کی دعوت قبول کر لی اور آپ کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا، آپ چاہتے تھے کہ اب یکسوئی کے ساتھ لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچایا جائے؛ لیکن اہل مکہ کو یہ بھی گوارہ نہیں ہوا، انہوں نے مسلمانوں کی اس چھوٹی سی بستی پر اگلے ہی سال حملہ کر دیا اور بدر کے میدان میں جو مدینہ سے ۸۰/میل پر واقع ہے، جنگ کی نوبت آ گئی، اللہ کی ایسی مدد ہوئی کہ دشمنوں کے بڑے بڑے ستر سردار مارے گئے اور ستر قید ہوئے، آپ نے قیدیوں کے ساتھ بڑا اچھا سلوک کیا، یہاں تک کہ رہا کرتے ہوئے انہیں نئے جوڑے پہنا کر رخصت کیا، اگلے ہی سال دوبارہ مکہ والوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور یہ لڑائی بالکل مدینہ کی سرحد پر لڑی گئی، بہت سے مسلمان شہید ہوئے؛ لیکن اس

حال میں بھی آپ حملہ کرنے والوں کے لئے دعا ہی کرتے رہے، دو سال کے بعد پھر اہل مکہ نے مختلف قبیلوں کو اپنا اتحادی بنا کر مسلمانوں پر حملہ کیا، یہ اتنی بڑی اور جنگی وسائل سے مالا مال فوج تھی کہ مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بج جاتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی جنگی حکمت عملی اختیار کی کہ بالآخر دشمنوں کو واپس ہو جانا پڑا۔ یہ واقعہ مدینہ آنے کے پانچویں سال کا تھا، اس تابڑتوڑ حملہ کے باوجود اگلے سال آپ مسلمانوں کے ساتھ احرام کا لباس پہن کر مکہ کے لئے نکلے، جو امن اور جذبہ عبادت کی علامت سمجھا جاتا تھا اور عربوں کی روایت کے مطابق احرام باندھ کر آنے والے کسی شخص کو کعبہ کا طواف کرنے سے روکا نہیں جاتا تھا؛ لیکن پھر بھی اہل مکہ نے اجازت نہیں دی اور بالآخر آپ نے لڑائی سے بچتے ہوئے اہل مکہ کی شرطوں پر صلح کرلی اور واپس ہوگئے، اہل مکہ نے اس معاہدہ کا بھی لحاظ نہیں رکھا اور مسلمانوں کے حلیف قبیلہ کو (جو غیر مسلم ہی تھا) مکہ میں دوڑا دوڑا کر قتل کیا، پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی سے بچنے کے لئے ان سے کہا کہ وہ ان کا خوں بہا ادا کردیں، مگر انہوں نے اسے بھی قبول نہیں کیا اور کہا کہ ہمیں جنگ کرنی ہے؛ چنانچہ جس قبیلہ پر ظلم کیا گیا تھا، اس کے اصرار پر مجبور ہو کر مکہ سے ہجرت کے آٹھویں سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دس ہزار ساتھیوں کو لے کر پھر مکہ روانہ ہوئے اور ایسی حکمت عملی اختیار کی کہ جنگ کی نوبت نہ آئے؛ چنانچہ اہل مکہ نے بغیر کسی لڑائی کے ہتھیار ڈال دیا، اس وقت وہ تمام دشمن آپ کے سامنے کھڑے تھے، جنہوں نے آپ پر پتھر پھینکا تھا، آپ کی بیٹی کو طلاق دلوائی تھی، قتل کا منصوبہ بنایا تھا، مسلمانوں کو ناقابل برداشت ایذاء پہنچائی تھی، مکہ چھوڑ دینے کے باوجود مدینہ پر بار بار حملہ کیا تھا؛ لیکن آپ نے نہ صرف یہ کہ ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی؛ بلکہ ان کو ان کے جرائم کی یاد دلا کر شرمندہ بھی نہیں کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: انتم الطلقاء لا تثریب علیکم الیوم۔ (النسائی فی سنن الکبریٰ، حدیث نمبر:۱۸۲۷۶) آج تم سب آزاد ہو تم پر کوئی پکڑ نہیں۔ امن و آشتی کو قائم رکھنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اسی بات کی تعلیم دی کہ کوئی مسلمان دوسرے کے لئے تکلیف کا سبب نہ بنے، آپ سے دریافت کیا گیا کہ سب سے بہتر مسلمان کون ہے؟ فرمایا: من سلم الناس من لسانہ ویدہ۔ (الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، حدیث نمبر:۲۶۸۴) وہ شخص کہ جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں۔ ایک اور موقع پر فرمایا کہ سب سے اچھا مسلمان وہ ہے کہ جس کے شر سے لوگ امن میں رہیں، زیادہ تر پڑوسیوں کے درمیان لڑائی جھگڑے کی نوبت آتی ہے؛ اس لئے آپ نے ارشاد فرمایا: من کان یؤمن باللہ فلا یؤذی جارہ۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر:۵۱۸۵) جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو، وہ پڑوسی کو نہ ستائے۔ ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا: جس کا اللہ پر ایمان ہو، اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔ (بخاری، حدیث نمبر:۶۰۱۹) غرض کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی کا خلاصہ اللہ کے بندوں کو اللہ سے جوڑنا، لوگوں کو امن و آشتی کی طرف بلانا، شرم و حیاء کی دعوت دینا اور اخلاق کی اصلاح کرنا تھا۔ (جاری ہے)

جو لوگ محمد ﷺ کے وفادار نہیں ہیں

جو لوگ محمد ﷺ کے وفادار نہیں ہیں
اللہ کی رحمت کے بھی حق دار نہیں ہیں

حاصل ہے جنہیں عشق محمد ﷺ کا خزانہ
کونین کی دولت کے طلب گار نہیں ہیں

جن کو ہے محمد ﷺ کے طریقوں سے عداوت
وہ ان کی غلامی کے سزاوار نہیں ہیں

جو دین ہمیں دے گئے سلطان مدینہ
ہم اس کے بدل دینے کو تیار نہیں ہیں

پیمانِ وفا ان سے نبھائیں گے ہمیشہ
مجرم ہیں، خطاکار ہیں، غدار نہیں ہیں

سوئی ہوئی قوموں کو جو آئے تھے جگانے
افسوس ہے افسوس وہ بیدار نہیں ہیں

کس منہ سے محمد ﷺ کے وہ بنتے ہیں فدائی
اغیار کی رسموں سے جو بیزار نہیں ہیں

سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے کبھی دین وہ دانش
اصحاب نبی کے جو وفادار نہیں ہیں

مولانا امام علی دانش

سیرت النبی ﷺ کی ایک جھلک

مفتی صہیب احمد قاسمی، استاذ فقہ جامعہ حسینیہ جونپور (یوپی)

رسول کائنات، فخر موجودات محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو خالق ارض وسما رب العلیٰ نے نسل انسانی کے لئے نمونۂ کاملہ اور اسوۂ حسنہ بنایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو فطری طریقہ قرار دیا ہے۔

محسن انسانیت صلوات اللہ علیہ وسلامہ کے معمولات زندگی ہی قیامت تک کے لئے شعار ومعیار ہیں، یہی وجہ ہے کہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر گوشہ تابناک اور ہر پہلو روشن ہے یوم ولادت سے لے کر روز رحلت تک کے ہر ہر لمحہ کو قدرت نے لوگوں سے محفوظ کرا دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متوالوں نے محفوظ رکھا ہے اور سند کے ساتھ تحقیقی طور پر ہم تک پہنچایا ہے، لہٰذا سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جامعیت واکملیت ہر قسم کے شک وشبہ سے محفوظ ہے دنیائے انسانیت کسی بھی عظیم المرتب ہستی کے حالات زندگی، معمولات زندگی، انداز واطوار، مزاج ورجحان، حرکات وسکنات، نشست وبرخاست اور عادات وخیالات اتنے کامل ومدلل طریقہ پر نہیں ہیں جس طرح کہ ایک ایک جزئیہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تحریری شکل میں دنیا کے سامنے ہے یہاں تک کہ آپ سے متعلق افراد اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق اشیاء کی تفاصیل بھی سند کے ساتھ سیرت وتاریخ میں ہر خاص وعام کو مل جائیں گی۔

اس لئے کہ اس دنیائے فانی میں ایک پسندیدہ کامل زندگی گزارنے کے لئے اللہ رب العزت نے اسلام کو نظام حیات اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نمونۂ حیات بنایا ہے وہی طریقہ اسلامی طریقہ ہوگا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً، فعلاً منقول ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ سنت کہلاتا ہے اور آپ نے فرمایا ہے: "من رغب عن سنتی فلیس منی" "جس نے میرے طریقے سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔

عبادات وطاعات سے متعلق آپ کی سیرت طیبہ اور عادات شریفہ پر برابر لکھا اور بیان کیا جاتا رہتا ہے۔ دنیا میں ہر لمحہ ہر آن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کہیں نہ کہیں ضرور ہوگا آپ کی سیرت سنائی اور بتائی جاتی رہے گی پھر بھی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عنوان پرانا نہیں ہوگا یہی معجزہ ہے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یہی تفسیر ہے "ورفعنا لک ذکرک" کی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی دنیا و آخرت میں کامیابی وسرفرازی کا عنوان اتباع سنت ہے یہی اتباع ہر دور، ہر زمانہ میں سربلندی اور خوش نصیبی کی کنجی ہے۔ اگر کسی کو عہد رسالت نہ مل سکا تو پھر ان کے لئے عہد صحابہ معیار عمل ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی پاکیزہ جماعت سیرۃ النبی کا عملی پیکر ہے ہر طرح سے پرکھے جانچے کے بعد ان کو نسل انسانی کے ہر طبقہ کے واسطے ایمان وعمل کا معیار بنایا گیا ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تربیت فرمائی ہے اور اللہ رب العالمین نے ان کے عمل وکردار، اخلاق واطوار، ایمان واسلام اور توحید وعقیدہ، صلاح وتقویٰ کو بار بار پرکھا پھر اپنی رضا وپسندیدگی سے ان کو سرفراز فرمایا، کہیں فرمایا "اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقویٰ" "کہ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں کے تقویٰ کو اللہ نے جانچا ہے، کہیں فرمایا "آمنوا کما آمن الناس" "کہ اے لوگو! ایسے ایمان لاؤ جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ایمان لائے ہیں تو کہیں فرمایا "اولئک ھم الراشدون" "یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

یہ سب اس لئے کہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عکس جمیل تھے ان کی عبادات میں ہی نہیں بلکہ چال ڈھال میں بھی سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور جھلکتا تھا یہی سبب ہے کہ خود رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم" "(ترمذی) میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں جن سے بھی اقتداء ومحبت کا تعلق جمالو گے ہدایت پاجاؤ گے۔

چونکہ صحرا، جنگل میں سفر کرنے کے لئے سمت معلوم کرنے کے لئے ستاروں کی رہنمائی حاصل کی جاتی ہے اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ستاروں سے تشبیہ دی گئی ہے کہ وہ نفوس قدسیہ شرک وکفر کے صحراء میں مینارۂ ایمان ہیں۔

زیر نظر مضمون میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند خاص گوشوں کو موضوع بنایا گیا ہے جو آپ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیان کردہ

ہیں مختصر طور پر ہر اس پہلو کو ذکر کرنے کی کوشش کی ہے۔جس کو عادتاً کم بیان کیا جاتا ہے۔

ولادت شریف اور حلیہ مبارکہ ﷺ: ۹ یا ۱۲ ربیع الاول عام الفیل کو آپ نے شکم مادر سے تولد فرمایا۔ شمائل ترمذی حلیہ مبارکہ بیان کرنے کا سب سے مستند و جامع ذریعہ ہے جس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد، سرخی مائل، سفید گورا رنگ، سر اقدس پر سیاہ ہلکے گھنگریالے ریشم کی طرح ملائم انتہائی خوبصورت بال جو کبھی شانہ مبارک تک دراز ہوتے تو کبھی گردن تک اور کبھی کانوں کی لو تک رہتے تھے۔ رخ انور اتنا حسین کہ ماہِ کامل کے مانند چمکتا تھا، سینہ مبارک چوڑا، چکلا کشادہ، جسم اطہر نہ دبلا نہ موٹا انتہائی سڈول چکنا کہیں داغ دھبہ نہیں، دونوں شانوں کے بیچ پشت پر مہر نبوت کبوتر کے انڈے کے برابر سرخی مائل ابھری کہ دیکھنے میں بے حد بھلی لگتی تھی، پیشانی کشادہ بلند اور چمکدار، ابروئے مبارک کمان دار غیر پیوستہ، دہن شریف کشادہ، ہونٹ یاقوتی، مسکراتے تو دندان مبارک موتی کے مانند چمکتے، دانتوں کے درمیان ہلکی ہلکی درازیں تھیں بولتے تو نور نکلتا تھا سینہ پر بالوں کی ہلکی لکیر ناف تک تھی باقی پیکر بالوں سے پاک تھا صحابہ کا اتفاق ہے کہ آپ جیسا خوبصورت نہیں دیکھا گیا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ شاعر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ اپنے نعتیہ قصیدے میں نقشہ کھینچتے ہیں:

واحسن منک لم ترقط عینی
واجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرءً من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشاء

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسین مرد میری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ خوبصورت مرد کسی عورت نے نہیں جنا، آپ ہر قسم کے ظاہری و باطنی عیب سے پاک پیدا ہوئے گویا آپ اپنی حسب مرضی پیدا ہوئے ہیں۔" نہ کبھی آپ چیخ کر بات کرتے تھے نہ قہقہہ لگاتے تھے نہ شور کرتے تھے نہ چلا کر بولتے تھے، ہر لفظ واضح بولتے جب مجمع سے مخاطب ہوتے تو تین بار جملہ کو بالکل صاف صاف دہراتے تھے انداز کلام باوقار، الفاظ میں حلاوت کہ بس سنتے رہنے کو دل مشتاق، لبوں پر ہمہ دم ہلکا سا تبسم جس سے لب مبارک اور رخ انور کا حسن بڑھ جاتا تھا راہ چلتے تو رفتار ایسی ہوتی تھی گویا کسی بلند جگہ سے اتر رہے ہوں نہ دائیں بائیں مڑ مڑ کر دیکھتے تھے نہ گردن کو آسمان کی طرف اٹھا کر چلتے تھے تواضع کی باوقار مردانہ خوددارانہ رفتار ہوتی، قدم مبارک کو پوری طرح رکھ کر چلتے تھے کہ نعلین شریفین کی آواز نہیں آتی تھی ہاتھ اور قدم ریشم کی طرح ملائم گداز تھے اور قدم پر گوشت، ذاتی معاملہ میں کبھی غصہ نہیں ہوتے تھے، اپنا کام خود کرنے میں تکلف نہ فرماتے تھے کہ کوئی مصافحہ کرتا تو اس کا ہاتھ نہیں چھوڑتے تھے جب تک وہ الگ نہ کر لے، جس سے گفتگو فرماتے پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوتے، کوئی آپ سے بات کرتا تو پوری توجہ سے سماعت فرماتے تھے، پھر بھی ایسا رعب تھا کہ صحابہ کو گفتگو کی ہمت نہ ہوتی تھی ہر فرد یہی تصور کرتا تھا کہ مجھ کو ہی سب سے زیادہ چاہتے ہیں۔

دعوت و تبلیغ کا آغاز: تاج رسالت اور خلعت نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد رحمۃ للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے سماج و معاشرہ کو ایمان و توحید کی دعوت دی جو گلے گلے تک شرک و کفر کی دلدل میں گرفتار تھا، ضلالت و جہالت کی شکار تھی انسانیت، شرافت مفقود تھی، درندگی اور حیوانیت کا راج تھا ہر طاقتور فرعون بنا ہوا تھا۔ قتل و غارت گری کی وبا ہر سو عام تھی نہ عزت محفوظ، نہ عصمت محفوظ، نہ عورتوں کا کوئی مقام، نہ غریبوں کے لئے کوئی پناہ، شراب پانی کی طرح بہائی جاتی تھی، بے حیائی اپنے عروج پر تھی، روئے زمین پر وحدانیت حق کا کوئی تصور نہ تھا، خود غرضی، مطلب پرستی کا دور دورہ تھا، چوری، بدکاری اپنے عروج پر تھی اور ظلم و ستم، ناانصافی اپنے شباب پر تھی، خدائے واحد کی پرستش کی جگہ معبودانِ باطل کے سامنے پیشانیاں جھکتی تھیں، نفرت و عداوت کی زہریلی فضا انسان کو انسان سے دور کر چکی تھی، انسانیت آخری سانس لے رہی تھی، معاشرہ سے شرک کا تعفن اٹھ رہا تھا۔ کفر کی نجاست سے قلوب بدبودار ہو چکے تھے، اس دور کا انسان قرآن کریم کے مطابق جہنم کے کنارے کھڑا تھا، ہلاکت سے دوچار ہونے کے قریب کہ رحمت حق کو رحم آیا اور کوہ صفا سے صدیوں بعد انسانیت کی بقا کا اعلان ہوا کہ "یا ایھا الناس قولوا لا الٰہ الا اللّٰہ تفلحوا" اے لوگو! لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لاؤ، فلاح و صلاح سے ہمکنار ہو گے۔ یہ آواز نہیں تھی بلکہ ایوان باطل میں بجلی کا کڑکا تھا۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

یہی آواز حق ایک عظیم الشان انقلاب کی ابتداء تھی جس نے دنیائے انسانیت کی تاریخ بدل دی یہ اعلان توحید کی حیات نو کا پیغام تھا جس نے مردہ دل عربوں میں زندگی کی نئی روح پھونک دی اور پھر دنیا نے وہ منظر دیکھا جس کا تصور بھی نہ تھا کہ قاتل عادل بن گئے، بت پرست بت شکن بن گئے، ظلم و غضب کرنے والے حق پرست اور رحم دل بن گئے، سیکڑوں معبودانِ باطل کے سامنے جھکنے والی پیشانیاں خدائے واحد کے سامنے سرنگوں ہو گئیں، عورتوں کو جانور سے بدتر جاننے والے قطع رحمی اور کمزوروں پر ستم ڈھانے والے عورتوں کے محافظ، صلہ رحمی کے خوگر اور کمزوروں

خاتم الانبیاء آپ ﷺ کہلائے ہیں

آپ ﷺ سے پہلے جو بھی نبی ؑ آئے ہیں
آپ ﷺ جیسی وہ عظمت کہاں پائے ہیں

چاند تارے زمیں پر اتر آئے ہیں
آپ ﷺ دنیا میں تشریف جب لائے ہیں

فرش سے عرش تک نور ہی نور ہے
ہر طرف نیکیوں کے حسیں سائے ہیں

ہر بُرائی مٹی پھول دل کے کھلے
آپ ﷺ نے دشت میں رنگ برسائے ہیں

جو سفینے تھے طوفاں میں اٹکے ہوئے
آپ ﷺ نے وہ کنارے پہ پہنچائے ہیں

لئیق اعظمی، اعظم گڑھ

کا سہارا بن گئے، نفرت وعداوت کا آتش فشاں سرد ہو گیا محبت واخوت کی فصلِ بہاراں آ گئی، راہزن راہبر اور ظالم عدل وانصاف کے پیامبر بن گئے۔

جو نہ تھے خود راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

پھر دنیا نے دیکھا کہ ایک اُمی لقب، اعلیٰ نسب رسول کے فدا کاروں نے ایمان وتوحید کی تاریخ مرتب کر ڈالی، عدل وانصاف کے لازوال نقوش چھوڑے، وحدت مساوات کی لافانی داستان رقم کر دی، فتوحات کی انوکھی تاریخ لکھ دی، جہانبانی وحکمرانی کے مثالی اصول مرتب کئے، عفت وپاکدامنی کا ریکارڈ چھوڑ گئے، وفاداری، فدا کاری کی انمٹ تحریر دیئے، عظمت ورفعت کے ان بلندیوں پر پہنچے جہاں سے اونچا مقام صرف انبیاء ومرسلین کو نصیب ہو سکتا ہے، ایسا انقلاب دنیا نے کب دیکھا تھا اور کہاں سنا تھا۔

صبر واستقامت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوتِ حق اور اعلانِ توحید کی راہ میں اپنے ہی لوگوں کے ایسے ایسے مصائب وآلام دیکھے کہ کوئی اور ہوتا تو ہمت ہار جاتا مگر آپ صبر واستقامت کے کوہِ گراں تھے، دشمنانِ اسلام نے قدم قدم پر آپ کو ستایا، جھٹلایا، بہتان لگایا، مجنون و دیوانہ کہا، ساحر و کاہن کا لقب دیا، راستوں میں کانٹے بچھائے، جسمِ اطہر پر غلاظت ڈالی، لالچ دیا، دھمکیاں دیں، اقتصادی ناکہ بندی اور سماجی مقاطعہ کیا، آپ کے شیدائیوں پر ظلم وستم اور جبر واستبداد کے پہاڑ توڑے، نئے نئے لرزہ خیز عذاب کا جہنم کھول دیا کہ کسی طرح حق کا قافلہ رک جائے، حق کی آواز دب جائے، مگر دورِ انقلاب شروع ہو گیا تھا توحید کا نعرہ بلند ہو چکا تھا، اس کو غالب آنا تھا۔

"یریدون لیطفؤا نور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون." (القرآن)

ترجمہ: "کفار چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور (ایمان واسلام) کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ پورا کرنے والا ہے اپنے نور کو اگرچہ کفار اس کا ناپسند کریں۔"

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ابتلاء وآزمائش میں جتنا مجھ کو ڈالا گیا کسی اور کو نہیں ڈالا گیا۔ اسی طرح آپ کے صحابہؓ پر جتنے مظالم ڈھائے گئے کسی اور امت میں نہیں ڈھائے گئے۔"

ہجرتِ مبارکہ: جب مکہ کی سرزمین آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام پر بالکل تنگ کر دی گئی تب بحکم الٰہی آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور صحابہ کرام نے اللہ کے لئے اپنے گھربار، آل واولاد، زمین وجائداد سب کو چھوڑ چھاڑ کر حبشہ و مدینہ کا رخ کیا پہلی ہجرت صحابہؓ کے ایک گروہ نے حبشہ کی طرف کی تھی، پھر جب آپ مدینہ تشریف لے گئے تو مدینہ اسلام کا مرکز بن گیا، ہجرتِ رسول کے بارے میں مفکر اسلام علی میاں ندوی کا یہ جامع اقتباس بہت ہی معنویت رکھتا ہے کہ ہجرت کس جذبہ کا نام ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کتنی زبردست قربانی دی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہجرت سے سب سے پہلی بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ دعوت اور عقیدہ کی خاطر ہر عزیز اور ہر مانوس ومرغوب شئے اور ہر اس چیز کو جس سے محبت کرنے، جس کو ترجیح دینے اور جس سے بہر صورت وابستہ رہنے کا جذبہ انسان کی فطرتِ سلیم میں داخل ہے۔ بے دریغ قربان کیا جا سکتا ہے، لیکن ان دونوں اوّل الذکر چیزوں (دعوت وعقیدہ) کو ان میں سے کسی چیز کے لئے ترک نہیں کیا جا سکتا (نبی رحمت) اور ہجرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی پیغام آج بھی مسلمانوں کے سامنے ہے کہ ایمان وعقیدہ اور دعوت وتبلیغ کسی بھی صورت میں ترک کرنا گوارہ نہ کریں یہی دونوں تمام دینوی و اخروی عزت وکامیابی کا سرچشمہ ہے۔

غزوات وسرایا: ہجرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک طرف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت اسلام کی تحریک میں کشادہ میدان اور مخلص معاون افراد ملے جس کے باعث قبائل عرب میں تیزی سے اسلام پھیلنے لگا تو دوسری جانب مشرکین مکہ اور یہود مدینہ کی برپا کردہ لڑائیوں کا سامنا بھی تھا مکہ میں مسلمان کمزور اور بے قوت وطاقت تھے اس لئے ان کو صبر واستقامت کی تاکید وتلقین تھی مدینہ میں مسلمانوں کو وسعت وقوت حاصل ہوئی اور اجتماعیت ومرکزیت نصیب ہوئی.....

(جاری ہے)

سیرت کا پیغام

خطاب: مولانا محمد فیاض خان سواتی
ضبط و ترتیب: محمد حذیفہ خان سواتی

حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا:

محترم حاضرین و برادرانِ اسلام! دارالعلوم فاروقیہ (فیروز والا ٹیل گوجرانوالہ) کا یہ جلسہ ''سیرۃ النبی کانفرنس'' کے عنوان سے منعقد ہو رہا ہے، برادرِ عزیز حضرت مولانا محمد شاہنواز فاروقی صاحب جو اَب اللہ کے فضل و کرم سے ابو احمد کی کنیت کے ساتھ بھی متصف ہو گئے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت نصیب فرمائے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جو صاحبزادہ عطا فرمایا ہے، اس کو بھی انہی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ انہوں نے پُرخلوص دعوت کے ساتھ مجھے یہاں بلایا ہے، آپ حضرات کو معلوم ہے کہ میں نہ تو خطیب ہوں نہ مقرر ہوں، بلکہ ایک مدرس ٹائپ آدمی ہوں۔ میں نے عرض کیا تھا کہ آپ دوسرے لوگوں کو موقع دیا کریں لیکن ان کی محبت اور اخلاص ہے کہ وہ دعوت دیتے ہیں جبکہ میں بھی اس مبارک محفل میں شریک ہونے کے لئے اور اسے عبادت سمجھتے ہوئے یہاں چلا آتا ہوں، کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاں ذکر ہو، خواہ وہ ذکر کیا جائے، سنا جائے یا پڑھا جائے، اگر انسان میں اخلاص موجود ہو تو یہ سب عبادت میں شمار ہوتا ہے۔ اس وجہ سے جو لوگ سیرت النبی کے جلسے سننے یا سنانے کے لئے جاتے ہیں، انہیں دونوں پہلوؤں کے حوالے سے اپنے اندر انتہائی اخلاص پیدا کرنا چاہئے تاکہ ان کا سننا اور سنانا دونوں ہی عبادت میں شمار ہو جائے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کا سننا سنانا اور آنا جانا قبول و منظور فرمائے۔

میں زیادہ کلام نہیں کرنا چاہتا، صرف سیرۃ النبی کے حوالے سے کچھ باتیں آپ کے سامنے عرض کروں گا۔ حضرت مولانا عبدالحمید وٹو صاحب تشریف لے آئے ہیں وہ آپ کے ساتھ تفصیل سے بات کریں گے، میں نے قرآن کریم تیسویں پارہ میں سے سورۂ نشرح کی آیت: ۴ تلاوت کی ہے، جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے: ''ورفعنا لک ذکرک'' ... اور ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا...۔

حضور اکرم ﷺ کا ذکر خیر:

ایک مرتبہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی وساطت سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: ''اے میرے محبوب! دنیا میں جہاں کہیں بھی میرا ذکر ہوگا یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر ہوگا وہاں تیرا بھی ذکر ہوگا۔'' اب دیکھ لیں کہ جہاں کہیں بھی عبادات یا دینی محافل ہوتی ہیں یا جن بھی مقامات پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے، وہاں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر بھی لازمی ہوتا ہے۔ چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے دین اور آپ کے قرآن کریم کو ہمیشہ کے لئے محفوظ فرمانا تھا اور قیامت تک آنے والی انسانیت کو یہ پروگرام دینا تھا، اس وجہ سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت، آپ کے قرآن اور شریعت کی حفاظت سب کا سب ذمہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود لے لیا۔ آپ کی زندگی میں لوگوں نے آپ کو بہت تکلیفیں پہنچائیں حتیٰ کہ آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی لوگوں نے آپ کو تکلیفیں دیں، آپ کے مشن کو ختم کرنے، آپ کے قرآن کریم کو مٹانے اور آپ کے وجود مبارک کو ایذا پہنچانے کی سرتوڑ کوششیں کی گئیں لیکن ارشاد باری تعالیٰ ہوا: ''واللّٰہ یعصمک من الناس'' ...لوگوں سے اللہ خود آپ کی حفاظت فرمائے گا...، چنانچہ خواہ ابوجہل ہو یا عتبہ یا شیبہ، وہ آپ کی زندگی میں آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکے اور نہ ہی آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد آپ کی قبر مبارک میں کوئی کچھ کر سکا۔ آپ کے دین، قرآن کریم اور شریعت کو ختم کرنے کے ہزاروں منصوبے بننے کے باوجود اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین کو بھی قائم رکھا، شریعت کو بھی قائم رکھا اور قرآن کریم کو بھی قائم رکھا اور وہ تا قیامت ان کو قائم رکھے گا۔

سیرت کا اصلی تقاضا:

ہمارے لئے سیرت کا کیا پیغام ہے؟ میں اسی حوالے سے آپ حضرات کی توجہ ایک دو باتوں کی جانب مبذول کرانا چاہوں گا۔ سیرت کا مطلب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہے اور اس اسوۂ حسنہ کا ذکر کرنا، سننا اور پڑھنا عبادت ہے لیکن اس سے بڑھ کر جو چیز مقصود ہے وہ اس پر عمل ہے۔ جب تک انسان سیرت پر عمل پیرا نہیں ہوگا، اس کا سننا، سنا اور پڑھنا کچھ بھی فائدہ نہیں دے گا، یہ تو بڑے بڑے منکرین تسلیم کرتے چلے آئے ہیں کہ جس مذہب کے لئے عملی نمونہ موجود نہ ہو وہ مذہب کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔ حضرت مولانا سیّد سلیمان منصور پوریؒ نے سیرت پر ایک کتاب ''رحمۃ للعالمین'' لکھی ہیں جس میں انہوں نے اپنا ایک چشم دید واقعہ تحریر فرمایا ہے۔ یہ واقعہ ''خطبات مدراس'' میں بھی موجود ہے جو ہم سب

کے لئے اس باب میں نمونہ اور اسوہ ہے۔ حضرت سید صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بنگلہ دیش کا ایک بہت بڑا شاعر جو وہاں کا نوبل انعام یافتہ، بڑا مفکر اور پڑھا لکھا آدمی تھا، وہ یورپ سے بحری جہاز کے ذریعہ واپس آرہا تھا، اتفاق سے مولانا بھی اسی جہاز میں سوار تھے، راستہ میں انہیں اس کے ساتھ گفتگو کا موقع بھی ملا۔ ہندوؤں کا ایک مذہب جو ''برہما سماج'' کہلاتا ہے، وہ نوبل انعام یافتہ مفکر جس کا نام ''ٹیگور'' تھا، اس مذہب سے تعلق رکھتا تھا۔ ہندوؤں کا یہ مذہب جو اب ایک مستقل مذہب بن گیا ہے، اس کے پیروکاروں نے یہ طریقہ کار اختیار کیا ہے کہ جس مذہب سے کوئی اچھی بات معلوم ہوئی انہوں نے اختیار کرلی، مسلمانوں کی کوئی بات اچھی لگی تو وہ لے لی، اسی طرح ہندوؤں، عیسائیوں اور یہودیوں سے جو جو بات پسند آئی اس کو قبول کرلیا، گویا ''برہما سماج'' وہ مذہب ہے جو تمام مذاہب کی اچھی باتوں کا مجموعہ ہے۔ غرضیکہ ان سب باتوں کو اکٹھا کرکے ایک مذہب بنالیا گیا جس کو ''برہما سماج'' نام دے دیا گیا ہے۔

حضرت مولانا سید سلیمان منصورپوریؒ نے دورانِ سفر بحری جہاز میں اس ''ٹیگور'' سے یہ سوال کیا کہ بھائی! تمہارا مذہب ''برہما سماج'' جس میں تمام مذاہب کی اچھی اچھی باتوں کو جمع کیا گیا ہے یعنی تمام مذاہب کے اچھے اقوال، کردار اور افعال سب یکجا کردیئے گئے ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ تمہارے مذہب کو دنیا میں پذیرائی حاصل نہیں ہوئی؟ ایسے مذہب کو تو دنیا میں پھیل جانا چاہئے تھا اور بہت سے لوگ اس کے ماننے والے ہونے چاہئیں تھے، تو ٹیگور نے سید صاحب کو جو جواب دیا، وہ میں سیرت کے حوالے سے آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں، اس نے بہت معقول اور صحیح تجزیہ پیش کیا، کہنے لگا کہ یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ ہمارا مذہب ''برہما سماج'' تمام مذاہب کی اچھی باتوں کا مجموعہ ہے، لیکن مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس مذہب کے پیچھے کوئی عملی نمونہ موجود نہیں ہے جسے ہم لوگوں کو دکھا سکیں کہ یہ ہمارے مذہب کے لوگ ہیں، جنہوں نے دنیا میں یہ کردار ادا کیا ہے۔ اس بارہ میں ہم جس کے ساتھ بھی بات کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ دنیا میں کہاں ہے؟ اس کو ماننے والا کون ہے؟ اس مذہب کا بڑا آدمی کون ہے؟ تو ہم اس کا کوئی جواب نہیں دے پاتے، تو معلوم ہوا کہ کسی بھی مذہب کی ترقی اور بقا کے لئے جب تک اس کا صحیح عملی نمونہ موجود نہیں ہوگا، اس وقت تک وہ مذہب ترقی پذیر نہیں ہوسکے گا۔ چنانچہ آج ہم مسلمانوں کے لئے سب سے عالی شان اور بے نظیر عملی نمونہ موجود ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات، آپ کے صحابہ کرامؓ، خیر القرون اور آج تک آنے والے تمام نیک سیرت مسلمانوں کا شاندار اور مثالی کردار سب ہمارے پیش نظر ہے جو کہ مسلسل آگے قیامت تک کے لئے ہے۔

اب یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اس کردار، نمونہ اور اسوہ کو تسلسل سے قائم اور جاری رکھیں۔ اگر ہم اس نمونہ اور اسوہ کو تسلسل سے جاری نہیں رکھیں گے تو یاد رکھیں کہ آنے والی نسل کے سامنے ہمارا صحیح نمونہ موجود نہیں ہوگا۔ اسی وجہ سے آج مسلمانوں میں کمزوری واقع ہوگئی ہے۔ لہٰذا مسلمان مرد ہوں یا خواتین، انہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اسی طریقہ سے جیسا کہ صحابہ کرامؓ نے اور ان کے بعد درجہ بدرجہ امت کے لوگوں نے اپنایا ہے، اس تسلسل کو قیامت تک جاری رکھنا ہوگا۔ یاد رکھیں کہ عیسائیت دنیا میں اس وقت افرادی لحاظ سے سب سے بڑا مذہب ہے، یعنی عیسائی لوگ دنیا میں سب سے زیادہ آباد ہیں، انہوں نے سب سے زیادہ اسلام کو بدنام کرنے، جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو مٹانے اور آپ کی شریعت میں رخنے ڈالنے کی سرتوڑ کوششیں کی ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بعض اچھے ذہن کے لوگ بھی گزرے ہیں، میں سیرت کے حوالہ سے ایک نومسلم کا واقعہ آپ کی توجہ کے لئے عرض کرکے بات کو ختم کرتا ہوں۔

مارماڈیوک پکتھال ایک عیسائی گزرا ہے جو بڑا پڑھا لکھا آدمی تھا، اس کو عیسائیوں نے مسلمانوں کی جاسوسی کے لئے ترکی بھیجا، یہ بڑا چنا ہوا آدمی تھا، ترکی میں اس وقت خلافت اسلامیہ تھی جو خلافت عثمانیہ کے نام سے مشہور ہے، اس کو وہاں بھیجا گیا کہ مسلمانوں کی جاسوسی کرکے معلوم کرے کہ ان کا پروگرام اور منصوبے کیا ہیں تاکہ ان کے درمیان رخنہ ڈال کر انہیں ناکام کرنے کی کوشش کی جائے، اس مقصد کے لئے جب وہ ترکی میں گیا تو اتفاقاً اس کا وہاں کے شیخ الاسلام کی محفل میں آنا جانا ہوگا، اس وقت سلطنت اسلامیہ میں مسلمانوں کا ایک ہی شیخ الاسلام ہوا کرتا تھا، آج کل تو ہر دوسرا آدمی شیخ الاسلام ہے تو ترکی ان کا دارالخلافہ تھا جہاں وہ رہتا تھا اور اس کا درس بھی ہوتا تھا، چنانچہ مارماڈیوک پکتھال اس کے درس میں بیٹھنے لگا، دھیرے دھیرے اسلام کی باتیں اس پر اثر انداز ہونے لگیں، کچھ عرصہ تک وہ درس سنتا رہا حتی کہ قرآن کریم، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی سحر انگیز باتوں نے اس پر ایسا اثر ڈالا کہ بالآخر اس نے ایک سال کے عرصہ میں ہی اسلام قبول کرلیا۔ اس کے بعد اس نے اپنی عیسائی سلطنت کو واپسی خط لکھا کہ میں اپنے عہدہ سے استعفٰی دیتا ہوں، اب میں آپ کے لئے کوئی کردار ادا نہیں کرسکتا، بعد ازاں اس نے قرآن کریم کا انگریزی زبان میں ترجمہ بھی کیا، جدید تعلیم یافتہ ساتھی اس بات کو ملحوظ رکھیں کہ انگریزی زبان میں سب سے معتبر اور مستند ترجمہ مارماڈیوک پکتھال کا سمجھا جاتا ہے، کیونکہ اس نے یہ ترجمہ لکھ کر

اس وقت کے جتنے بھی انگریزی زبان جاننے والے جید علماء کرام تھے، ان کے سامنے اسے پیش کیا، سب نے اس کی تصدیق کی تو پھر ہی اس کا اجراء ہوا تھا۔ یاد رہے کہ انسان کی کوئی بھی کوشش فائنل نہیں ہوتی غلطیاں ہر انسان سے ہوجاتی ہیں لیکن انگلش کے جتنے بھی تراجم ہیں ان میں سے سب سے فائق مارما ڈیوک پکھتال ہی کا ترجمہ ہے۔

مسلمانوں کے زوال کا سبب:

اسی مارماڈیوک پکھتال کا ایک قول ہے جو سیرت کے حوالہ سے میں آپ کے سامنے پیش کر کے بات ختم کرتا ہوں۔ اس نے کہا کہ اسلام بہت ہی سچا مذہب ہے، اس پر اور دلائل دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، صرف یہی بات کافی ہے کہ ہم نے اس کو سچا مذہب سمجھ کر عیسائیت کو چھوڑ دیا اور اسے قبول کرلیا، یعنی ہم جیسے لوگ عیسائیت کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوگئے ہیں، لیکن ساتھ ہی اس نے ایک حقیقت پسندانہ تجزیہ بھی پیش کیا اور مسلمانوں پر بہت بڑی چوٹ کی، کیونکہ جو لوگ اسلام کو تکالیف اٹھا کر قبول کرتے ہیں، ان کو اس کی بڑی قدر ہوتی ہے، ہم تو مادری پدری مسلمان ہیں، مسلم گھرانوں میں پیدا ہوئے ہیں، اس لئے ہمیں اس کی کوئی قدر نہیں، لیکن جو لوگ خود پرکھ کر اسلام کو قبول کرتے ہیں وہ اس کے بڑے قدر دان ہوتے ہیں، اس نے کہا کہ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ اسلام کے راستہ میں سب سے بڑی رکاوٹ خود مسلمان ہیں، ان کا قرآن کیا کہتا ہے اور یہ کیا کرتے ہیں، ان کا نبی کیا کہتا ہے اور یہ کیا کرتے ہیں، ان کا دین کیا کہتا ہے اور یہ کیا کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اسلام جو ایک سچا مذہب ہے قیامت تک قائم رہنے والا ہے، اس کی راہ میں ہم خود رکاوٹ بنے ہوئے ہیں، ہم ایسا کردار نہیں پیش کرتے جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے صحابہ کرامؓ اور خیر القرون کے لوگوں نے پیش کیا، جس کا اسلام تقاضا کرتا ہے اور شریعت اسلامیہ بھی جس کی متقاضی ہے۔ یاد رکھیں کہ جب تک ہم ویسا کردار نہیں پیش کریں گے تب تک اسلام کے غلبہ میں چاہے وہ غلبہ سیاسی ہو یا سماجی، ہم رکاوٹ بنے رہیں گے جس کا سارا سہرا مسلمانوں کے سر پر سجتا ہے اور غیر مسلم اس پر خوش ہوتے ہیں۔ الغرض! ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے کردار اور افعال کو سیرت طیبہ کے مطابق کریں جب ہم ایسا کریں گے تو پھر دنیا میں بھی ہم ترقی کریں گے اور آخرت میں بھی کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔

اخلاص کی ضرورت:

ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کرتے ہیں، آپ پر درود بھیجتے ہیں، ایسا کرنے والے مخلص لوگ بھی ہوتے ہیں اور غیر مخلص بھی غرضیکہ ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک حدیث کی مشہور کتاب ''مستدرک حاکم'' میں موجود ہے کہ: ''اخلص فی دینک یکفیک قلیل من العمل'' ... اپنے دین میں اخلاص پیدا کر، تیرے لئے تھوڑا سا عمل بھی کفایت کر جائے گا... اگر اخلاص نہیں ہے تو پہاڑ جیسا عمل بھی کافی نہیں ہوگا، لہٰذا اخلاص پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ تبلیغی جماعت کے مربی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے اپنی کتاب ''فضائل درود شریف'' میں ایک جگہ لکھا ہے کہ: ''دلائل الخیرات'' جو درود شریف کے الفاظ کے بارہ میں بڑی مستند کتاب ہے، اس کے مصنف امام ابو عبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی الشاذلیؒ ایک مرتبہ سفر میں گئے، راستہ میں ان کو وضو کی ضرورت پیش آئی لیکن پانی میسر نہیں تھا، وہیں اثناء میں ایک کنواں نظر آیا جب دیکھا تو کنویں کی تہہ میں پانی موجود تھا لیکن اس کے ساتھ رسی اور ڈول نہیں تھا جس کے ساتھ وہ پانی نکال سکتے، لہٰذا وہ بڑے فکر مند ہوئے اور ادھر اُدھر گھومنے لگے۔ پیشاب، استنجا کرنا ہے اور وضو کر کے عبادت بھی ادا کرنی ہے لیکن کنویں سے پانی نکالنے کی کوئی صورت نظر نہ آئی، اتنے میں دیکھتے ہیں کہ ایک نوعمر لڑکی وہاں آئی، اس نے کہا: بزرگو! کیا بات ہے؟ آپ کیوں پریشان ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے پانی کی ضرورت ہے لیکن کنویں پر نہ رسی ہے نہ ڈول۔ وہ کہنے لگی: اچھا! تو آپ صرف اس وجہ سے پریشان ہیں؟ ساتھ ہی وہ لڑکی کنویں کے کنارے پر گئی اور اس میں اپنا تھوک پھینک دیا، ہم سمجھیں گے کہ اس نے تو یہ بڑا عجیب وغریب کام کیا ہے، لیکن جب اس بچی نے کنویں میں تھوک پھینکا تو آناً فاناً اس کا پانی اُبل کر اوپر کنویں کی منڈیر تک آپہنچا۔ ''دلائل الخیرات'' کے مصنف نے حیران ہوتے ہوئے اس بچی سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہ کیسے ہوا ہے؟ تو اس بچی نے جواب دیا کہ یہ صرف درود شریف کی برکت ہے، میں درود شریف بہت پڑھتی ہوں، چنانچہ ''دلائل الخیرات'' کے مصنف نے اسی واقعہ کو بنیاد بنا کر اپنی کتاب ''دلائل الخیرات'' تصنیف فرمائی ہے، کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ اگر درود شریف پڑھیں گے تو اس کے اثرات بھی پھر اسی طرح ظاہر ہوں گے، لیکن بے توجہی اور غفلت کے ساتھ اور سیرت کا صرف نام لے کر اگر ایسا کریں گے تو پھر اسی طرح ہوگا جیسا ہمارے ساتھ ہوتا چلا آ رہا ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اخلاص کی دولت نصیب فرمائے اور شریعت، دین اور سیرت نبویہ کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

(بشکریہ ماہنامہ نصرت العلوم گوجرانوالہ، دسمبر ۲۰۱۷ء)

قادیانی اور آئین پاکستان

مولانا محمد ازہر مدظلہ

سابق وزیراعظم میاں نواز شریف کے داماد اور رکن قومی اسمبلی کیپٹن ریٹائرڈ محمد صفدر نے افواج پاکستان میں قادیانیوں کی بھرتی پر پابندی کے لئے قرارداد لانے کا اعلان کیا ہے۔ قومی اسمبلی کے اجلاس میں اپنے خطاب میں انہوں نے کہا کہ:

"پاکستان میں فوج سمیت کسی بھی محکمے میں اعلیٰ عہدوں پر بیٹھے ہوئے قادیانی ملک کے لئے خطرہ ہیں، قادیانی ملک کے لئے زہر قاتل ہیں، افواج پاکستان سمیت دیگر اداروں میں قادیانیوں کی بھرتی پر پابندی لگائی جائے۔ ختم نبوت کا حلف عدلیہ سمیت ۲۲ ویں گریڈ کے ہر افسر پر لاگو کیا جائے۔ عدلیہ میں بیٹھے لوگوں سے ختم نبوت سرٹیفکیٹ پر حلف لیا جائے۔ قائداعظم یونیورسٹی شعبۂ فزکس کا نام بدلا جائے جو ایک قادیانی کے نام پر رکھا گیا ہے۔"

(قومی اخبارات، ۲۰ محرم الحرام ۱۴۳۹ھ، ۱۱ اکتوبر ۲۰۱۷ء)

رکن قومی اسمبلی کیپٹن ریٹائرڈ محمد صفدر کے ان مطالبات اور عزائم پر معروضات سے قبل یہ گزارش ضروری ہے کہ اُن کے بعض سیاسی مخالفین نے قومی اسمبلی میں ان کی اس تقریر کو "منافقانہ" قرار دیتے ہوئے انہیں یاد دلایا ہے کہ اُن کے سسر اور مسلم لیگ (ن) کے صدر میاں نواز شریف ہی نے قائداعظم یونیورسٹی سے ملحقہ فزکس ڈیپارٹمنٹ کا نام ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نام پر رکھا ہے۔ میاں صاحب ہی نے منکرین ختم نبوت قادیانیوں کو اپنا بھائی قرار دیا تھا۔ اپنے حالیہ دورِ اقتدار میں میاں نواز شریف نے مبینہ طور پر اپنا پرسنل سیکریٹری قادیانی کو لگایا اور اپنے نااہل ہونے کے بعد وزیراعظم شاہد خاقان عباسی کو ہدایت کی کہ اس پرسنل سیکریٹری کو تبدیل نہ کیا جائے۔ اسی طرح اب حال ہی میں قومی اسمبلی سے انتخابی اصلاحات کا جو بل منظور کروایا گیا، اس میں ختم نبوت کے حلف نامے کو اقرار نامے میں تبدیل کر کے ختم نبوت سے متعلق ترمیم کو غیر موثر بنانے کی سازش کی گئی۔ (جو بفضلہ تعالیٰ ناکام ہوگئی)

مسلم لیگ (ن) کے سیاسی مخالفین کے یہ تنقیدی تبصرے وزن رکھتے ہیں بالخصوص قائداعظم یونیورسٹی کے فزکس ڈیپارٹمنٹ کو ایک سکہ بند متعصب قادیانی کے نام سے موسوم کرنا، قادیانیوں کو اپنا بھائی قرار دینا اور انہیں دستوری سہولتیں فراہم کرنے کی کوشش کرنا، میاں صاحب اور ان کی حکومت کی سنگین ترین غلطیاں اور جب تک میاں صاحب اور لیگی حکومت ان اقدامات پر معذرت اور نقصان کی تلافی نہیں کرتی ختم نبوت پر ایمان رکھنے والے مسلمان شدید ذہنی کرب میں مبتلا رہیں گے۔ تاہم لیگی حکومت کی ان مجرمانہ فروگزاشتوں کے باوجود اسی جماعت کے رکن کی اسمبلی میں کی جانے والی تقریر یا کسی کے نقطۂ نظر میں "کلمۂ حق" کو "منافقانہ" کہہ کر محض اس لئے مسترد نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا نسبی یا سیاسی رشتہ میاں نواز شریف سے ہے۔

کیپٹن (ر) محمد صفدر نے اسمبلی کے فورم پر جو کچھ کہا ہے وہ قرآن وسنت، اجماع امت اور آئین پاکستان کے مطابق اور آقائے دو جہاں، امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر غیر متزلزل ایمان ویقین رکھنے والے ہر مسلمان کے دل کی آواز ہے۔

بعض حلقوں نے کیپٹن (ر) محمد صفدر کی اس تقریر کو اقلیتوں اور مسلمانوں میں تفریق کی سازش قرار دیا ہے، مگر ہماری ناچیز رائے میں یہ تجزیہ درست نہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستانی شہری ہونے کی حیثیت سے غیر مسلم اقلیتوں کو یہاں سارے حقوق حاصل ہیں، جن کا تقاضا یہ ہے کہ فوج سمیت تمام اداروں میں قابلیت کی بنیاد پر ملازمتوں کے دروازے سب کے لئے کھلے رہیں اور اس میں اکثریت واقلیت کا امتیاز نہ کیا جائے۔

لیکن آئین میں اقلیتوں کو دیے گئے حقوق و مراعات کا مستحق کوئی فرد یا جماعت اسی وقت قرار پائے گی جب وہ آئین پاکستان کو تسلیم کرے۔ پاکستانی پارلیمنٹ نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو متفقہ طور پر قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا، مگر آج تک قادیانیوں نے اسے تسلیم نہیں کیا، جو اقلیت آئین پاکستان کے مطابق خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم ہی نہ کرے بلکہ خود کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے فیصلے پر آن ریکارڈ دوران بحث اور اب تک اس متفق علیہ آئینی اور شرعی فیصلے کے علی الرغم پورے عالم اسلام کے مسلمانوں کو کھلے عام کافر اور جہنمی قرار دے یعنی کافر ہونے کے باوجود جواباً اصل مسلمان کو کافر قرار دے، تو ایسی اقلیت کے خلاف کیا سلوک کیا جانا چاہئے؟

خود کو اقلیت قرار دیے جانے کے بعد انتقام کی آگ میں جلتے ہوئے قادیانیوں نے مسلم دشمن ممالک کی طرف بھاگ کر، کافروں کی پناہ اور

حفاظتی گود میں بیٹھ کر ملت اسلامیہ اور خصوصاً پاکستان کے وجود اور سلامتی کے خلاف سازشوں کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے جسے وہ اپنا اہم ترین مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔ پاکستان سے قادیانیوں کو کس قدر محبت ہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آئین کی رو سے قادیانیوں کو کافر اقلیت قرار دیے جانے کے صرف تین روز بعد ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے وزیراعظم کے سائنسی مشیر کی حیثیت سے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے سامنے اپنا استعفیٰ پیش کیا اور اس کی وجہ اس طرح بیان کی: ''آپ جانتے ہیں کہ میں احمدیہ (قادیانی) مذہب کا ایک رکن ہوں۔ حال ہی میں قومی اسمبلی نے احمدیوں کے متعلق جو آئینی ترمیم منظور کی ہے مجھے اس سے زبردست اختلاف ہے کسی کے خلاف کفر کا فتویٰ دینا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ کوئی شخص خالق اور مخلوق کے تعلق میں مداخلت نہیں کرسکتا۔ میں قومی اسمبلی کے فیصلے کو ہرگز تسلیم نہیں کرتا، لیکن اب جبکہ یہ فیصلہ ہو چکا ہے تو میرے لئے بہتر یہی ہے کہ میں اس حکومت سے قطع تعلق کرلوں۔ جس نے ایسا قانون منظور کیا ہے، اب میرا اس ملک سے تعلق واجبی سا ہوگا جہاں میرے فرقہ کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہو۔''

فروری ۱۹۸۷ء میں ڈاکٹر عبدالسلام نے امریکی سینیٹ کے ارکان کو ایک خط لکھا کہ: ''آپ پاکستان پر دباؤ ڈالیں اور اقتصادی امداد مشروط طور پر دیں تاکہ ہمارے خلاف کئے گئے اقدامات حکومت پاکستان واپس لے۔''

سیاسی طور پر پاکستان سے واجبی تعلق رکھنے والا یہ گروہ مذہبی طور پر بھی جہاد کا منکر ہے۔ بانی قادیانیت مرزا غلام احمد قادیانی نے ''تریاق القلوب'' میں لکھا ہے: ''یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو ہرگز، ہرگز جائز نہیں سمجھتا اور قطعاً اس بات کو حرام جانتا ہے کہ دین کی اشاعت کے لئے لڑائیاں کی جائیں۔'' (ص:۳۳۲)

''تبلیغ رسالت'' میں مرزا قادیانی نے لکھا: ''یاد رکھو اسلام میں جو جہاد کا مسئلہ ہے، میری نگاہ میں اس سے بدتر اسلام کو بدنام کرنے والا اور کوئی مسئلہ نہیں۔'' (ص:۲۳، ج:۱۰)

جو گروہ جہاد کو حرام سمجھتا ہو اور پاکستان سے واجبی تعلق کا قائل ہو وہ وقت آنے پر پاکستان کے لئے جانی یا مالی طور پر کیا قربانی پیش کرسکتا ہے؟ اس کا جواب ہر صاحب بصیرت پر واضح ہے۔ اسی تناظر میں یہ دیکھ لیا جائے کہ دفاعی اداروں میں کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کے تقرر کو ملک کے لئے خطرہ قرار دینا قرین حقیقت ہے یا نہیں؟

قادیانیوں اور اسرائیل کے باہمی روابط بھی ڈھکے چھپے نہیں۔ اسرائیل کے معروف یہودی سائنس دان یوول نیمان کے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی سے دیرینہ تعلقات رہے، اسی یوول نیمان کی سفارش پر تل ابیب کے میئر نے وہاں کے نیشنل میوزیم میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا مجسمہ رکھا گیا۔ بھارت نے اپنے ایٹمی دھماکے اسی یہودی سائنس دان کے مشورے سے کئے۔ قادیانی یہودی گٹھ جوڑ کی تفصیل آغا شورش کاشمیری مرحوم کی تصنیف ''عجمی اسرائیل'' میں دیکھی جاسکتی ہے۔

قادیانیوں کے مکروہ عقائد ونظریات کا پتا اس سے بھی چلتا ہے کہ چناب نگر (ربوہ) کے قبرستان میں آنجہانی قادیانیوں کی قبروں پر لگے کتبوں پر ''امانتاً دفن'' لکھا جاتا ہے۔ یعنی قادیانی اپنے آنجہانی مردوں کو بھی اس شیطانی عقیدے اور کافرانہ امید کے ساتھ پاکستان میں امانتاً دفناتے ہیں کہ ان کا خاکم بدہن اکھنڈ بھارت کا دیرینہ شیطانی خواب پورا ہوگا تو پھر یہ اپنے آنجہانی مردوں کی ہڈیاں بھارت میں واقع مرزا قادیانی کے قبرستان میں دفن کریں گے۔

کیا یہ حقائق اس بات کا ثبوت نہیں کہ قادیانیوں کی حیثیت ملک کی دیگر اقلیتوں سے مختلف ہے۔ قادیانی پاکستان دشمن بھارتی اور صیہونی ایجنٹوں کا کردار ادا کرتے ہوئے پاکستان کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ اس لئے رکن قومی اسمبلی کیپٹن (ر) محمد صفدر کا قادیانیوں کو ملک کے لئے خطرہ اور زہر قاتل قرار دینا، افواج پاکستان سمیت دیگر اداروں میں قادیانیوں کی بھرتی پر پابندی لگانے کی قرارداد لانے کا عزم ظاہر کرنا اور عدلیہ سمیت ۲۲ ویں گریڈ کے ہر افسر پر ختم نبوت کا حلف نامہ لاگو کرنے کا مطالبہ سو فیصد درست اور ملکی سلامتی واستحکام کے لئے ضروری ہے۔

اسی طرح قائد اعظم یونیورسٹی کے شعبہ فزکس کا نام بدلنے کا مطالبہ بھی دینی وملی غیرت وحمیت کا تقاضا ہے کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ''قائد اعظم یونیورسٹی'' کے شعبے کو ایک قادیانی سے موسوم کیا جائے جبکہ قادیانیوں کی قائد اعظم دشمنی کا یہ عالم ہے کہ آنجہانی ظفر اللہ قادیانی نے اپنے محسن بانی پاکستان محمد علی جناح کی نہ صرف نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کیا بلکہ یہ بدنام زمانہ جملہ بھی کہا کہ: ''مجھے مسلمان حکومت کا کافر وزیر سمجھ لیا جائے یا کافر حکومت کا مسلمان وزیر۔''

چنانچہ یہ کافر وزیر قائد اعظم کی نماز جنازہ ادا کئے جانے کے وقت نہایت ڈھٹائی سے تمام مسلمانوں سے الگ تھلگ کھڑا رہا۔ صرف یہی واقعہ اس مطالبے کے جواز کے لئے کافی ہے کہ قائد اعظم یونیورسٹی کے شعبہ فزکس کو قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام آنجہانی کے نام سے فی الفور پاک کیا جائے۔

(بشکریہ ماہنامہ الخیر ملتان نومبر ۲۰۱۷ء)

مسئلہ ختم نبوت

حالیہ بحران کے چند پہلو اور علامہ محمد اقبالؒ کا مکتوب

شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

مجلس احرار اسلام پاکستان نے مرکزی دفتر لاہور میں گزشتہ دنوں پندرہ روزہ ختم نبوت تربیتی کورس کا اہتمام کیا جس میں ملک کے مختلف حصوں سے علماء کرام اور جدید تعلیم یافتہ حضرات کی ایک جماعت نے شرکت کی۔ مجھے اس کی افتتاحی اور اختتامی تقریبات کے علاوہ دو دیگر نشستوں میں بھی حاضری اور عقیدۂ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے حوالہ سے مختلف موضوعات پر گفتگو کا موقع ملا۔ اختتامی نشست ۵/نومبر اتوار کو مغرب کے بعد منعقد ہوئی جس سے مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا سید کفیل شاہ بخاری، حاجی عبداللطیف چیمہ، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، چودھری ظفر اقبال ایڈووکیٹ اور دوسرے سرکردہ حضرات کے علاوہ راقم الحروف نے بھی خطاب کیا۔ اس موقع پر جو گزارشات کی گئیں ان کا خلاصہ نذر قارئین ہے۔

بعد الحمد والصلوٰۃ: عقیدۂ ختم نبوت اور رد قادیانیت سے متعلقہ موضوعات پر یہ چند روزہ تربیتی کورسز ہماری پرانی روایت کا حصہ ہیں، میں نے خود اسی قسم کا کورس طالب علمی کے دوران غالباً ۱۹۶۳ء میں دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ میں کیا تھا جس میں فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ اسباق پڑھائے تھے۔ ان کورسز کی ہر دور میں اور ہر سطح پر ضرورت رہی ہے اور اس ضرورت کا احساس دن بدن بڑھتا جارہا ہے۔ ملک کے انتخابی قوانین میں ترامیم کا بل پاس ہونے پر اس میں ختم نبوت سے متعلق مختلف دستوری و قانونی شقوں کے متاثر ہونے کی بحث چھڑی اور قومی اسمبلی کے ساتھ ساتھ دینی حلقوں اور سوشل میڈیا میں بھی خاصی گرما گرمی کا ماحول پیدا ہوگیا تو حکومت نے عقیدۂ ختم نبوت کے حلف نامہ کو سابقہ پوزیشن میں بحال کرنے کا بل اسمبلی میں پاس کرلیا۔ مگر دفعہ ۷ بی اور ۷ سی کے بارے میں مطالبہ جاری ہے اور حکومتی حلقے یقین دلا رہے ہیں کہ ان کو بھی عوامی مطالبہ کے مطابق صحیح پوزیشن میں لایا جائے گا۔ اس حوالہ سے اپنے احساسات کو تین چار حوالوں سے عرض کروں گا:

۱:... ایک یہ کہ حلف نامہ کی عبارت میں رد و بدل طویل پارلیمانی پراسیس سے گزر کر ہوا اور اس دوران ایک آدھ دفعہ توجہ دلانے کے علاوہ کسی کو اندازہ نہیں ہوا کہ یہ کیا ہونے جا رہا ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے صحیح کہا ہے کہ یہ ہم سب کی اجتماعی غفلت سے ہوا ہے مگر یہ بات بہرحال توجہ طلب ہے کہ یہ سب کچھ آخر کیوں ہوا ہے اور ہمارے پارلیمانی ماحول میں حساس قومی و دینی معاملات کے حوالہ سے اس قدر بے پرواہی کیوں پائی جاتی ہے، یہ تمام دینی جماعتوں اور پارلیمانی حلقوں کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔

۲:... دوسری بات اس سے زیادہ سنگین ہے کہ شق ۷ بی اور ۷ سی کے بارے میں یہ بتایا جارہا ہے کہ وہ انتخابی قوانین کے حالیہ ترمیمی بل کے موقع پر نہیں بلکہ اس سے قبل ۲۰۰۲ء کے دوران جنرل پرویز مشرف کی نافذ کردہ ترامیم سے متاثر ہوئی تھیں اور گزشتہ پندرہ سال سے اسی کیفیت میں چلی آرہی ہیں۔ اگر یہ بات درست ہے تو یہ صرف لمحۂ فکریہ نہیں بلکہ المیہ ہے کہ قادیانی مسئلہ کے حوالہ سے ان قانونی شقوں میں رد و بدل کا معاملہ پندرہ سال تک مسلسل ابہام میں رہا ہے اور ملک کی دینی، سیاسی اور پارلیمانی جماعتوں میں سے کسی کو احساس نہیں ہوا کہ یہ کیا کچھ ہوگیا ہے۔ میں خود تحریک ختم نبوت کے شعوری کارکنوں میں شمار ہوتا ہوں لیکن میرے پاس اس حیرت اور افسوس کا کوئی جواب نہیں ہے کہ مسئلہ ختم نبوت کے ساتھ اس سنگین واردات کا مجھے بھی علم نہیں ہوسکا۔ فیا اسفاہ ویا ویلاہ۔

۳:... تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ ملک کے سب سے بڑے صوبے کے وزیر قانون کے ان ریمارکس نے سب کو پریشان کردیا کہ قادیانی ہماری طرح نمازیں پڑھتے ہیں اور دیگر مذہبی معاملات میں بھی ہم جیسے ہیں، صرف ایک ختم نبوت کے عقیدہ کا فرق ہے۔ ہم صوبائی وزیر قانون کو جتنا بھی کوس لیں کم ہے لیکن اس کے ساتھ اس معاملہ میں ہمیں اپنی کوتاہی کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ آج کے جدید تعلیم یافتہ ماحول کے عمومی تاثرات و محسوسات کم و بیش اسی طرح کے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانیت کے بارے میں عوامی آگاہی اور بیداری کا وہ ماحول قائم رکھنے میں

کامیاب نہیں رہے جو ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکات تک دینی حلقوں کے ساتھ ساتھ دیگر قومی شعبوں میں بھی موجود تھا اور میرا خیال ہے کہ اس میں ہم سب قصوروار ہیں۔

۴:...جبکہ چوتھی بات اس مسئلہ کے حوالہ سے ان حلقوں کے بارے میں کرنا چاہتا ہوں جو ۱۹۷۴ء کے بعد سے مسلسل مسئلہ ختم نبوت کے دستوری اور قانونی معاملات کو سبوتاژ کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ یہ بین الاقوامی ادارے ہوں، عالمی سیکولر لابیاں ہوں یا ملک کے اندر قادیانیت نواز حلقے ہوں، جب یہ ان کے علم میں ہے اور انہیں اس بات کا پوری طرح اندازہ ہے کہ وہ اس مسئلہ پر پاکستان کی رائے عامہ، سول سوسائٹی اور منتخب اداروں میں سے کسی کا کھلے بندوں سامنا نہیں کرسکتے اور ہر بار انہیں درپردہ سازشوں کا ہی سہارا لینا پڑتا ہے تو وہ پاکستانی قوم کے اجتماعی فیصلے کو تسلیم کرنے اور زمینی حقائق کا اعتراف کرلینے سے مسلسل کیوں انکاری ہیں؟ یہ انصاف، جمہوریت، اصول پرستی اور حقیقت پسندی کی کون سی قسم ہے کہ پاکستانی قوم نے اجتماعی طور پر ایک فیصلہ کیا ہے اور وہ اس پر قائم رہنا چاہتی ہے تو اسے اس سے ہٹانے کے لئے دباؤ، سازش اور درپردہ کارروائیوں کا نشانہ بنایا جارہا ہے اور اپنے اجتماعی عقیدہ اور موقف سے ہٹنے پر بلاوجہ مجبور کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ ان بین الاقوامی اور اندرون ملک حلقوں کو ان کی اس غلط روی بلکہ دھاندلی کا احساس دلانے کی ضرورت ہے۔

یہ تو ان معروضات کا خلاصہ ہے جو ۵ نومبر کو مجلس احرار اسلام پاکستان کے تربیتی کورس کی اختتامی نشست کے شرکاء کے سامنے پیش کی گئیں۔ اس کے بعد مفکر پاکستان علامہ محمد اقبالؒ کے یوم پیدائش ۹ نومبر کی مناسبت سے اس مسئلہ میں ان کا حصہ شامل کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے جس کے لئے پنڈت جواہر لال نہرو کے نام علامہ محمد اقبالؒ کا ایک تاریخی خط اس کالم میں شامل کیا جارہا ہے۔ آج کے عالمی اداروں اور سیکولر لابیوں کی طرح پنڈت جواہر لال نہرو بھی اس مغالطہ کا شکار تھے کہ جب قادیانی حضرات قرآن کریم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں تو انہیں غیر مسلم کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟ ان کا یہ مغالطہ دور کرنے کے لئے علامہ محمد اقبالؒ نے ان سے خط و کتابت کی تھی جو انگلش اور اردو دونوں زبانوں میں شائع ہوچکی ہے۔ اس میں سے علامہ محمد اقبالؒ کا ایک خط ان کے یوم پیدائش پر انہیں خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے قارئین کی نذر کیا جارہا ہے۔

”ڈیئر پنڈت جواہر لال!

کل آپ کا مرسلہ خط ملا جس کے لئے میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ میں نے جب آپ کے تحریر کردہ مضامین کا جواب لکھا تو میرا گمان تھا کہ آپ کو احمدیوں کے سیاسی رویہ کا علم نہیں۔ میرے ان جوابات کے لکھنے کی بنیادی وجہ فی الحقیقت اس بات کا ظاہر کرنا اور خاص طور سے آپ پر یہ واضح کرنا تھا کہ مسلمانوں کے اندر (انگریز حکومت سے) جذبات وفاداری کیسے پیدا ہوئے اور یہ کہ احمدیت نے ان کے لئے الہامی بنیاد کس طرح فراہم کی۔

ان مضامین کی اشاعت کے بعد میرے لئے یہ انکشاف انتہائی حیران کن تھا کہ خود مسلمانوں کا پڑھا لکھا طبقہ بھی ان تاریخی وجوہات سے ناواقف ہے جنہوں نے احمدی تعلیمات کو تشکیل کیا۔ علاوہ ازیں پنجاب اور دوسرے علاقوں میں بسنے والے آپ کے ساتھی بھی آپ کے ان مضامین کے باعث بے چینی محسوس کرتے تھے کیونکہ ان کے خیال میں آپ کی ہمدردیاں احمدیہ تحریک کے ساتھ تھیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ آپ کے ان مضامین سے احمدی ازحد خوشی محسوس کرتے تھے، احمدی پریس خاص طور پر آپ کے خلاف اس غلط فہمی کو پھیلانے کا موجب تھا۔

بہرحال مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ میری آپ کے متعلق رائے غلط تھی۔ میں بذات خود مذہبی معاملات میں نہیں الجھتا مگر احمدیوں سے خود انہیں کے میدان میں مقابلہ کرنے کی خاطر مجھے اس بحث میں حصہ لینا پڑا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان مضامین کو لکھتے وقت ہندوستان اور اسلام کی بہتری میرے پیش نظر تھی اور میں اپنے ذہن میں اس امر کے متعلق کوئی شبہ نہیں پاتا کہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔

مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ میں نے لاہور میں آپ سے ملنے کا موقع گنوا دیا۔ میں ان دنوں اتنا بیمار تھا کہ اپنے کمرہ سے باہر نہ نکل سکتا تھا۔ میں اپنی بیماری کے باعث تقریباً ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہا ہوں۔ آئندہ آپ جب لاہور آئیں تو مجھے اپنی آمد سے ضرور مطلع کریں۔ کیا آپ کو میرا شہری آزادی کے متعلق خط مل گیا ہے؟ چونکہ آپ نے خط میں اس کے ملنے کی اطلاع نہیں دی اس لئے مجھے خدشہ ہے کہ وہ خط آپ تک پہنچ نہیں پایا۔

آپ کا مخلص: محمد اقبال

(۲۱ر جون ۱۹۳۶ء)۔“

(بحوالہ شرح مخالفین اقبال از پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر فیصل آبادی)

(روزنامہ اسلام کراچی، ۸ نومبر ۲۰۱۷ء)

مشن کی تکمیل

مولانا قاضی احسان احمد

مفکرِ احرار چوہدری افضل حق فرماتے ہیں:

’’اعتراف عظمت کے لئے بھی باعظمت انسان ہونا ضروری ہے، میں نے مصر کی روایتی بڑھیا کی طرح یوسف علیہ السلام کی خریداری کا کئی بار عزم کیا، یعنی چاہا کہ ماہِ عرب صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت لکھوں، لیکن مداح اور ممدوح میں ذرہ اور آفتاب کا فرق پا کر ہمت ہار دی۔‘‘

خطیب پاکستان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دوسرے مرکزی امیر حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ فرمایا کرتے تھے:

’’ماں نے وہ بچہ ہی نہیں جنا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ لکھنے، سنانے، بیان کرنے کا حق ادا کر سکے۔‘‘

ایک کوشش ہوتی ہے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں سرخ رو ہونے کی کہ کل قیامت والے دن اس کے ان جذبات کا وزن ہوگا، الفاظ کی قدر ہوگی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب اور شفاعت نصیب ہوگی۔

موسم کبھی خزاں کا اور کبھی بہار کا آتا ہے۔ دونوں ماحول پر اپنے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ خزاں.... سادگی، روکھا پن، اجڑا اجڑا سماں، بجھی بجھی طبیعت کی سی کیفیات کی عکاسی کرتی ہے لیکن جیسے ہی موسم، خزاں سے نکل کر بہار کی طرف آتا ہے تو دل کی کیفیت چین، سکون اور فرحت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ بہار کا موسم آتے ہی ماحول میں تروتازگی، ذہنی سکون، چہرہ پر مسکراہٹ آجاتی ہے، چہرہ کھل کر گلاب کے پھول کی مانند ہو جاتا ہے۔

عربی زبان میں بہار کو ربیع کہتے ہیں اور سب جانتے ہیں جب بہار کا موسم آتا ہے تو غنچے چٹکتے ہیں، پھول کلیاں کھل جاتے ہیں، کھیت کھلیان سبزہ زار ہو جاتے ہیں، صبح کے وقت پرندوں کی چہچہاہٹ رب قدوس کی تسبیح بیان کرتی ہے، ہر طرف شادمانی اور کیف وسرور اور ایک مستی کا سماں ہوتا ہے۔

ربیع الاول وہ مبارک مہینہ ہے جس میں امام الانبیاء، سید الکونین، فخر الرسل، خاتم النبیین، رحمت للعالمین، حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تھی۔ گویا ایسی عظیم الشان بہار آئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے انسانیت کو ایسی عظیم بہار ملی کہ اس جیسی بہار اس سے پہلے آئی اور نہ ہی آئندہ آئے گی۔ ویسے تو ہر نبی کی آمد انسانیت کے لئے بہار ہی ہوتی تھی، لیکن جو مسرت وشادمانی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی تشریف آوری سے ہوئی ایسی کامل، اکمل، اجمل، اطیب بہار پہلے نہیں آئی۔

ربیع الاول میں آنے والی یہ ایسی بہار ہے کہ اس کے بعد اب کوئی اور بہار نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ باب بند کر دیا ہے، اب صرف اور صرف بہار محمدی ہی مدار نجات، قابل عمل ہے، اس کے علاوہ کوئی اور بہار نہیں ہوگی جو مدار نجات قابل عمل ہو سکے۔

اسی مفہوم کو تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے عیاں فرمایا تھا کہ:

’’لو کان موسیٰ حیاً...‘‘ اے عمر! اب بہار محمدی آچکی ہے، اب کسی اور بہار کی طرف مت جاؤ، اگر موسیٰ علیہ السلام بھی ہوتے، وہ بھی بہار محمدی کی پیروی کرتے تو کامیابی ہوتی، یہ بہار ہمیشہ رہنے کے لئے آئی ہے، خزاں میں تبدیل ہونے کے لئے نہیں، یہ بہار دنیا پر اپنی حکمرانی قائم کرنے کے لئے آئی ہے، انسانیت کو کمال کی حد تک عروج وترقی دینے کے لئے آئی ہے، انسان کو اس کا مقام اور رتبہ دلوانے کے لئے آئی ہے جیسے بہار سے موسم میں خزاں نہیں آسکتی، اسی طرح بہار محمدی میں بھی اب خزاں نہیں آسکتی، جب تک بہار کا موسم ہے حکمرانی بہار کی چلے گی، جب تک بہار محمدی کی مدت اور وقت ہے یہی بہار قائم رہے گی حتیٰ کہ اس بہار میں دنیا اپنے انجام کو پالے گی۔

یہ بہار محمدی ربیع الاول کے مہینہ میں بی بی آمنہ کے گھر میں آئی پھر سیدہ اماں حلیمہ کے گھر میں آئی۔ حضور سیدہ آمنہ کے گھر ہوں وہاں بہار، حضور مکہ میں ہوں وہاں بہار، حضور بیت اللہ میں ہوں وہاں بہار، حضور بدر میں ہوں وہاں بہار، حضور مدینہ میں ہوں وہاں بہار، حضور ابوبکرؓ کے ساتھ ہوں ان کی بہار، حضور عمرؓ کے ہمراہ ہوں ان کی بہار، حضور کا ہاتھ مبارک عثمان غنیؓ کے لئے ہو ان کی بہار، حضور کا بستر علیؓ کے لئے ہو ان کی بہار، حضور کی نظر اصحاب پیغمبر پر ہو ان کی بہار، حضور کی نظر فانی دنیا پر پڑے اس میں بہار، حضور کی نظر جنت میں پڑے وہاں بہار، آج جس گھر میں تنگ دستی ہے، کھانے کو روٹی نہیں، پینے کو دودھ نہیں، بکری مریل ہے، کمزور سواری چلتی نہیں، بہار کے آنے سے گھر کے درودیوار جگمگ، جگمگ نور برسا رہے ہیں، کھانے پینے کی بہاریں ہیں، بکری کے تھن تروتازہ دودھ سے لبریز نظر آنے لگے۔ سواری سوار سمیت سب سے آگے نکل گئی، جو سب سے بعد میں آئے ہیں وہ تو سب سے

پہلے تھے۔ حضور کا نور، نور محمدی، نور نبوت سب سے پہلے بنا ظاہر بعد میں ہوا، آپ آئے سب سے بعد میں جاسب سے آگے رہے ہیں۔

حضور دنیا میں آئے تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد میں لیکن جنت میں سب سے پہلے جائیں گے۔

حضرت صوفی محمد اقبالؒ لکھتے ہیں:

''آپ اگرچہ زمانہ کے اعتبار سے آخر میں آئے لیکن انبیاء علیہم السلام کی میثاق میں آپ کو سب سے پہلے ذکر کیا گیا اور تمام انبیاء علیہم السلام سے آپ کی نبوت اور رسالت کی تصدیق کا عہد لیا گیا۔

ارشاد ربانی ہے:

''واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح وابراھیم۔''

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

''واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ۔''

علامہ تقی الدینؒ فرماتے ہیں کہ: ''آیت کریمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو کچھ عظمت اور قدر و منزلت بیان کی گئی ہے وہ عیاں ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے زمانے میں مبعوث ہوں تو وہ تمہارے لئے بھی اللہ کے رسول ہیں۔ پس آپ کی رسالت اور نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر قیامت تک تمام مخلوق کے لئے عام ہوگئی۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے: ''بعثت الی الناس کافۃ۔''... میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں... اور یہ آپ کے بعد قیامت تک کے آنے والے لوگوں کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ آپ سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں ان کو بھی مشتمل ہے۔ (مواہب)

غرض ابتدائے آفرینش سے لے کر اختتام دنیا تک رُشد و ہدایت اسی شمع ہدایت سے تقسیم ہوئی اور پوری دنیا اور ساری مخلوق میں نور محمدی نے اجالا کیا اور اسی واحد ذریعہ سے نور ہدایت کی شعاع نمودار ہوئی۔''

جس ایمانی، توحیدی، فکری، اصلاحی، عملی بہار کی تکمیل کے لئے حضور نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے، اس کے بارے میں حکم ربی نازل ہوا: ''الیوم اکملت لکم دینکم...'' آپ کا کام پورا ہوا، دین کا پیغام پہنا دیا گیا۔ حضور نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھ لیا، رحلت کا وقت آگیا۔

طبرانی نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا کہ جب سورۃ ''اذا جاء نصر اللّٰہ...'' نازل کی گئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ مجھ کو میری موت کی خبر اشارتاً سنائی گئی ہے تو جبریل علیہ السلام نے جواب دیا: ''وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ'' یعنی آخرت آپ کے لئے دنیا سے زیادہ بہتر ہے اور نافع ہے۔

فطری بات ہے کام پورا ہو جائے، مشن مکمل ہو جائے، منزل مل جائے تو لوٹ کر واپس اپنے اصل گھر جانا ہے تو اب سچے گھر واپسی کا وقت آگیا۔

جس مشن کے لئے آئے تھے اس عہد زریں کا آغاز ہو چکا تھا، کفر و شرک کی ظلمت کے سیاہ بادل چھٹ چکے تھے، اسلام کا نور پھیل رہا تھا، مشن کی کامیابی انتہائی خوشی کا باعث ہوتی ہے۔

عبدالرزاق نے طاؤس سے مرسلاً نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''مجھ کو دو اختیار دیے گئے ایک یہ کہ دنیا میں انتظار ہوں کہ اپنی امت کے فتوحات کو دیکھوں، دوسرے یہ کہ (آخرت کو چلنے میں) تعجیل کروں، میں نے تعجیل ہی کو اختیار کیا۔ (نشر الطیب)

وہ آئے ہیں جہاں میں رحمۃ للعالمینؐ ہو کر
پناہ بیکساں بن کر، شفیع المذنبینؐ ہو کر
ضعیف و بے نوا سمجھا تھا جن کو اہل نخوت نے
جہاں پر چھا گئے وہ سرور دنیا و دیں ہو کر

....

وہی گمرہوں کا ہے راہبر، وہی آخری ہے پیامبر
وہی نور عرش بریں بھی ہے، وہی ضوء ماہ تمام ہے
ترا ذکر دونوں جہاں میں ہے تری دھوم کون و مکاں میں ہے
تیرے میکدے کا جو رند ہے وہ بھی اولیاء کا امام ہے

....

عرب کے چاند سے نور ہدایت مل گیا جن کو
وہ باطل کے اندھیروں سے کبھی گھبرا نہیں سکتے
کمالات نبوت ختم ہیں حضرت محمد ﷺ پہ
کسی کے پاس جبریل امیں اب آ نہیں سکتے

....

امام الانبیاء معراج کی شب اس جگہ پہنچے
جہاں روح الامیںؑ جیسے ملک بھی جا نہیں سکتے

جوڑوں کے دردوں سے مکمل نجات

پرانے سے پرانا جوڑوں کا، گنٹھیا، کمر، پٹھوں، ٹانگ، ایڑی کے علاوہ ہر قسم کے دردوں سے مکمل نجات پائیں اور امراض معدہ کا جڑ سے مکمل خاتمہ، پوری عمر کے لئے

قدرتی جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ

☆......نوسائیڈ ایفیکٹ ☆......گارنٹی

حکیم قاری ظفر اقبال، نزد حبیب بینک مانانوالہ شیخوپورہ

سیل: 0335-5150317

تدریب المبلغین مجلس احرار کے

پندرہ روزہ کورس میں شرکت

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

قیام پاکستان کے بعد امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اپنے احباب کی مشاورت سے مجلس احرار اسلام کی سیاسی حیثیت ختم کرکے صرف دینی کام کرنے کا اعلان کیا اور فرمایا کہ جو حضرات سیاسی کام کرنا چاہیں وہ مسلم لیگ میں چلے جائیں اور کچھ زعماء مسلم لیگ میں چلے بھی گئے۔ لیکن مسلم لیگ میں برداشت نہ ہوسکے، ایک ایسا وقت بھی آیا کہ پاکستان کے عاقبت نااندیش حکمرانوں نے مجلس احرار اسلام پر پابندی عائد کردی۔ شاہ جیؒ اور آپ کے بعض رفقاء مثلاً مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے مجلس تحفظ ختم نبوت قائم کرکے اپنے آپ کو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ، قادیانیت کے تعاقب اور تبلیغ دین متین کے لئے وقف کردیا۔ جب مجلس احرار اسلام سے پابندی ہٹادی گئی تو شیخ حسام الدین، آغا شورش کاشمیریؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، نوابزادہ نصر اللہ خانؒ، ابنائے امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاریؒ، مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ، مولانا سید عطاء المؤمن، مولانا سید عطاء المہیمن نے مجلس احرار اسلام بحال کردی اور ملک میں دینی و سیاسی جدوجہد جاری رکھی۔ ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، شیخ حسام الدینؒ کی وفات کے بعد مجلس احرار اسلام کی قیادت مولانا سید ابوذر بخاریؒ فرماتے رہے۔ ان کے بعد مولانا سید عطاء المحسن شاہ بخاریؒ نے دیپ جلائے رکھا۔ ان کی وفات کے بعد کچھ عرصہ ابنائے امیر شریعت میں اختلاف رہا، بعد ازاں مولانا عطاء المہیمن شاہ بخاری دامت برکاتہم کی قیادت میں احرار رضا کار اکٹھے ہوگئے اور جرأت مندی اور بہادری کے ساتھ دینی کام جاری رکھا۔ آج بھی پیر جی امیر، سید محمد کفیل شاہ بخاری نائب امیر، حاجی عبداللطیف چیمہ ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے احرار کا پرچم بلند کئے ہوئے ہیں۔ ملتان میں دار بنی ہاشم اور لاہور مسلم ٹاؤن میں دو بڑے مراکز موجود ہیں۔ ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے نام سے ماہوار رسالہ بھی باقاعدگی سے نکلتا ہے، کئی ایک مدارس بھی کامیابی سے چل رہے ہیں۔ مارچ میں شہداء ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی یاد میں مسلم ٹاؤن مرکز میں شہدائے ختم نبوت کانفرنس منعقد کراتے ہیں۔ چناب نگر میں ہر سال ربیع الاول میں میلاد النبی کے عنوان سے کانفرنس منعقد ہوتی ہے، جس میں ملک بھر سے احرار رضا کار سرخ کرتہ پہن کر چناب نگر کی سڑکوں پر مارچ کرتے ہیں تو قیام پاکستان سے پہلے کی احرار کانفرنسیں، ریلیاں اور مارچ یاد آجاتے ہیں۔ امسال اکتوبر کے آخری عشرہ سے ۵ نومبر تک کورس منعقد ہوا، جس میں آخری نشست میں راقم کو بھی دعوت دی گئی۔ ایک درجن سے زائد حضرات نے پندرہ دن تربیت حاصل کی۔ ملک بھر سے علماء کرام، مشائخ عظام نے مختلف موضوعات پر لیکچر دیئے۔ راقم کے ذمہ ''اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی'' پر گفتگو کرنے کا حکم ہوا، جو ۵ نومبر کو ظہر سے عصر تک جاری رہا۔ مغرب کے بعد تقسیم انعامات کی تقریب بھی منعقد ہوئی۔ راقم تو شریک نہ ہوسکا، البتہ مولانا زاہد الراشدی مدظلہ اور دیگر کئی ایک زعماء نے شرکت فرمائی۔

کوٹلہ رحیم علی شاہ مظفر گڑھ کی شاندار مسجد

کوٹلہ رحیم علی شاہ کے سادات کا خاندان تقریباً اڑھائی سو سال سے یہاں آباد ہے۔ ''کوٹلہ رحیم علی شاہ'' کی بنیاد سید رحیم علی شاہ اول نے رکھی۔ اس خاندان کے بزرگوں میں سید کرم علی شاہ، سید رحیم علی شاہ ثانی، سید خلیل احمد شاہ قابل ذکر ہیں۔ علماء متقدمین میں مولانا سلطان محمود قریشی، مولانا عبدالرحمن، مولانا خدا بخش اول نے برسہا برس علاقہ میں دین اسلام کی خدمت کی اور یہیں مدفون ہوئے۔ مسجد سے ملحق حدیقۃ الاولیاء میں مخدوم سید شبیر احمد حسین بخاری، سید جمیل احمد حسین بخاری سابق ایم این اے، سید اسماعیل احمد حسین بخاری اور سید تکمیل احمد حسین بخاری کے والد محترم سید خلیل احمد شاہ مدفون ہیں اور مولانا سید سلطان محمود شاہ بخاریؒ دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے۔ ان کے نام سے مدرسہ منسوب ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ بھی مذکور کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ ڈاکٹر سید اسماعیل احمد حسین بخاری نے ۳۱ رجنوری ۲۰۰۶ء میں اپنی والدہ اور پھوپھی کے ہمراہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور مسجد کا نام والدہ اور پھوپھی کے نام پر ''جامع مسجد سکینۃ الصغریٰ'' رکھا۔ اس کا نقشہ، انجینئر اور مستری ''ترکی'' سے لائے گئے۔ اکثر میٹریل بھی ترکی سے منگوایا (مثلاً فانوس، ونڈوز، ماربل، ٹائلز) اور تقریباً ڈیڑھ سال کے قلیل عرصہ میں عدیم المثال اور بے نظیر مسجد تعمیر کی اور اس پر نقش ونگار کے لئے ترکی خطاطی نے مسجد کی خوبصورتی اور حسن کو دوبالا کردیا اور ڈاکٹر سید اسماعیل احمد بخاری

نے اپنی آبائی زمین میں سے زمین کا ایک خاصہ قطعہ وقف کیا۔ جس کی آمدنی سے مسجد اور مسجد سے ملحقہ مدرسہ کے مصارف ادا کئے جاتے ہیں۔ مسجد سے ملحقہ خوبصورت اور جدید طرز کا مدرسہ قائم کیا، جس میں متوسط سے دورۂ حدیث شریف تک کتب پڑھائی جاتی ہیں۔ ایک عرصہ تک مدرسہ کا تعلیمی نظم ونسق مولانا خدا بخش چلاتے رہے۔ آج کل مدرسہ کا تعلیمی نظم حضرت مولانا مفتی محمد صدیق سابق مدرس جامعہ حبیب المدارس علی پور سنبھالے ہوئے ہیں۔ مدرسہ میں سینکڑوں طلبا زیر تعلیم ہیں، جن کے مصارف ڈاکٹر اسماعیل حسین بخاری کا قائم کردہ ٹرسٹ ادا کرتا ہے۔ ایک عرصہ سے خواہش تھی کہ اس عالیشان مسجد کی زیارت کی جائے۔ عزیزی مولانا محمد ساجد مبلغ ضلع مظفر گڑھ اور لیہ نے مدرسہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد صدیق سے رابطہ کیا اور چند ماہ قبل مسجد کی زیارت اور مدرسہ میں بیان کا شرف حاصل کیا۔

ضلع بہاولنگر کا تین روزہ تبلیغی واصلاحی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جوان ہمت مبلغ، خوش الحان وخوش بیان خطیب مولانا محمد قاسم رحمانی نے ضلع بہاولنگر کا تین روزہ دورہ ترتیب دیا۔

دورہ کا آغاز ۲رنومبر کو مروٹ کے ٹیوشن سینٹرز اور اکیڈمیوں میں بیان سے ہوا۔ اکیڈمیوں میں پڑھنے والے طلبا نے انتہائی دلچسپی کے ساتھ بیانات سنے۔ بعد نماز عشاء چک نمبر ۳۱۵ میں جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے فاضل مولانا محمد شریف نے کی۔ جلسہ کے مہمان خصوصی مدرسہ تعلیم القرآن مروٹ کے مہتمم مولانا قاری محمد اکرم اور مولانا وسیم احمد تھے۔

جلسہ سے تلاوت ونعت کے بعد مقامی خطبا مولانا قاری محمد شریف ودیگر کے بعد تفصیلی بیان راقم (محمد اسماعیل شجاع آبادی) کا ہوا جو تقریباً ایک گھنٹہ سے زائد وقت تک جاری رہا۔

مولانا محمد وسیم احمد ہمارے استاذ جی حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے شاگرد خاص اور جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے فاضل ہیں۔ رات کا قیام وآرام ان کے ڈیرہ پر تھا، صبح کی نماز کے بعد ۳رنومبر کوان کے چک میں درس ہوا۔ ۳رنومبر جمعہ کا خطبہ مرکزی جامع مسجد ڈگی والی فوٹ عباس میں مولانا مفتی محمد لقمان کی استدعا پر ہوا، موصوف جامعہ خیر المدارس ملتان کے فاضل اور جامعہ مخزن العلوم خانپور کے متخصصین میں سے ہیں۔ یعنی موصوف نے افتاء کا کورس جامعہ مخزن العلوم سے کیا۔ جرأت مند، بہادر، نوجوان عالم دین ہیں۔ علاقہ میں قادیانیت کے جراثیم ہیں، ان کے خاتمہ کے لئے بھی بھی دلائل وبراہین کا اسپرے کرتے رہتے ہیں۔

ضلعی مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی سلمہ نے جمعہ کا خطبہ بزرگ عالم دین مولانا قدرت اللہ کی مسجد میں دیا۔ جمعہ کی نماز کے بعد علاقہ کے کئی علماء کرام مولانا مفتی محمد لقمان کی دعوت پر تشریف لائے تو ان کی زیارت وملاقات ہوئی۔ جامعہ قاسم العلوم فقیر والی تقسیم سے پہلے ضلع بہاولنگر کی مرکزی درسگاہ رہی ہے، جس کی بنیاد عارف باللہ، درویش منش عالم دین مولانا فضل محمدؒ نے رکھی۔ اس وقت جامعہ کے دو اطراف میں انڈیا کا بارڈر ہے، جب کہ ایک طرف چولستان کا علاقہ ہے۔ بانی جامعہ نے جس وقت بنیاد رکھی اس وقت بہاولنگر جنگلشن تھا۔ انڈیا کے کئی ایک علاقہ جات اس کے مضافات میں ہیں۔ جامعہ میں تین تین روز کے عظیم الشان جلسے منعقد ہوئے، جس میں امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا سیّد نور الحسن شاہ بخاریؒ، مولانا علامہ دوست محمد قریشیؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ، مولانا قائم الدین عباسیؒ، مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ، مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، مولانا حق نواز جھنگویؒ، مولانا سید عبدالمجید ندیم عباسی رحمہم اللہ تعالیٰ سمیت کوئی قابل ذکر عالم دین ایسا نہیں جس نے جامعہ میں قدم رنجانہ فرمایا ہو۔ بانی جامعہ کے بعد جامعہ کا اہتمام وانصرام مولانا محمد قاسم قاسمی مدظلہ کے پاس آیا۔ مولانا صوفی منش مرنجان مرنج آدمی ہیں، اسّی کے پیٹے میں ہوں گے۔ موصوف نے اپنی زندگی میں اپنے فرزندار جمند مولانا مسعود قاسم کو اہتمام سپرد کر دیا، دونوں حضرات کے حکم پر ۳رنومبر عشاء کی نماز کے بعد مولانا محمد قاسم قاسمی کی صدارت میں پروگرام منعقد ہوا، جس میں مولانا محمد قاسم رحمانی اور راقم کے بیانات ہوئے۔ رات آرام وقیام جامعہ قاسم العلوم میں رہا۔ ۴رنومبر ظہر کی نماز کے بعد مدرسہ تعلیم الاسلام اشرفیہ ہارون آباد میں بیان ہوا، جامعہ کے بانی صوفی محمد اسلم مدظلہ ہیں جو اسم با مسمیٰ ہیں۔ موصوف تھانوی سلسلہ کے ایک شیخ مولانا صوفی محمد اقبال قریشی مدظلہ کے مجاز صحبت ہیں۔ بنین وبنات دونوں شعبے کامیابی سے چلا رہے ہیں۔ جامعہ میں ایک استاذ مولانا خالد محمود کہروڑ پکا سے تعلق رکھتے ہیں اور ہمارے استاذ بھائی ہیں۔ ان کے بڑے بھائی مولانا محمد اصغر ہمارے مشکوٰۃ ودورۂ حدیث شریف کے ساتھی اور جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے فاضل ہیں اور موصوف نے خود بھی افتاء دار العلوم کراچی سے شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ کی نگرانی میں کیا۔ نوجوان، صالح عالم دین اور مفتی ہیں۔ جامعہ سے فراغت کے بعد ایک اور جامعہ (جامعہ رشیدیہ) میں حاضری ہوئی۔ جامعہ کے مہتمم اور بانی مولانا محمد صدیق مدظلہ باہمت عالم دین ہیں۔ جامعہ رشیدیہ میں بھی دورۂ حدیث شریف تک اسباق ہوتے ہیں۔ مولانا کی خدمت میں حاضری دی اور دعائیں لیں۔

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

(۸)

حافظ عبید اللہ

تو یہ ہے مرزا کا وہ مسیح جس کا مثیل ہونے کا وہ مدعی ہے، ایک معمولی انسان، شرابی، جس کی ذات سے دنیا کو کوئی روحانی فائدہ نہ ہوا، جو ایسی نبوت کا نمونہ چھوڑ گیا جس کا نقصان اس کے فائدے سے زیادہ ثابت ہوا، جس سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوا، اس کے ہاتھ میں مکروفریب کے سوا کچھ نہ تھا، جس سے ایک ذلیل سی قوم کی بھی اصلاح نہ ہوئی، جو بزدل تھا، لوگوں کو مشرک بنایا، جس کی پیشگوئیاں یہ تھیں کہ زلزلے آئیں گے، مری پڑے گی، اور پیشگوئیاں بھی زیادہ تر جھوٹی نکلیں۔ اگر غور کیا جائے تو مرزا کا یہ دعویٰ سو فیصد درست ہے کہ وہ اس مسیح کا مثیل ہے، مرزا کی ذات سے بھی دنیا کو کوئی روحانی بلکہ مادی فائدہ بھی نہ ہوا، اس کی بناسپتی نبوت نے کسی کی اصلاح کیا کرنی تھی الٹا مسلمانوں کو کافر بنادیا، مکروفریب کا ماہر تھا، بزدل اتنا کہ قتل کے خوف سے انگریزی حکومت کے صوبہ پنجاب سے بھی باہر نہ نکلا اور اسی خوف سے مکہ ومدینہ نہ گیا، وہ بھی زلزلوں اور طاعون وغیرہ کی پیشگوئیاں کیا کرتا تھا، اور اس کی تو تقریباً تمام پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں، ٹانک وائن نامی شراب تو اپنے مریدوں کو خط لکھ کر منگوایا کرتا تھا، وہ بھی خود بین، اپنے بارے میں خدا ہونے کا یقین کرنے والا تھا، اور اپنے نامرد ہونے کا اقرار تو خود مرزا نے کیا ہے۔ نیز مرزا بھی حسن معاشرت کا کوئی نمونہ پیش نہ کرسکا اور اپنی پہلی بیوی ''حرمت بی بی'' عرف ''پھجے کی ماں'' (دیکھیں: سیرۃ المہدی، حصہ اول، جلد 1، صفحہ 30، روایت نمبر 41) اور اس کی اولاد کے ساتھ جو سلوک کیا وہ سب کو معلوم ہے۔

مثیل مسیح، اصلی مسیح سے آگے نکل گیا

دوستو! ایک طرف تو مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام کا مسیح ہونے کا دعویٰ کیا، لیکن دوسری طرف ان کے بارے میں یہ بھی لکھا:

''مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھا سکتا۔'' (کشتی نوح، رخ 19، صفحہ 60)

کیا حضرت عیسیٰؑ کو صلیب پر ڈالا گیا؟

مرزا قادیانی نے امت اسلامیہ کے برخلاف یہودیوں اور عام طور پر عیسائیوں میں مشہور اس عقیدہ کو اپنایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آپ کے دشمن یہود پکڑنے میں کامیاب ہوئے اور آپ کو صلیب پر ڈالا گیا، جبکہ قرآن کریم نے صاف طور پر ما صلبوہ کے لفظ سے آپ کے صلیب پر ڈالے جانے کی تردید کی ہے اور ایک دوسری جگہ قرآن نے ﴿واذ کففت بنی اسرائیل عنک......﴾ (المائدۃ:110) کے لفظ بول کر صاف بتادیا کہ یہود کو آپ تک پہنچنے ہی نہیں دیا گیا تھا، مرزائی دھوکے باز یہاں کہتے ہیں کہ صلب کا معنی ہوتا ہے صلیب پر کسی کو قتل کردینا تو ما صلبوہ سے صرف اس بات کی نفی ہے کہ آپ کو صلیب پر قتل کیا گیا، آپ کو صلیب پر ڈالے جانے کی نفی نہیں، اس کا جواب علماء نے تو یہ دیا ہے کہ اگر عربی میں کسی کے بارے میں یہ کہنا ہو کہ اسے صلیب پر ڈالا ہی نہیں گیا تو اس کے لئے بھی یہی لفظ ما صلبوہ ہی بولا جائے گا، اگر کوئی اور لفظ ہے تو مرزائی مربی بتادیں، لیکن میں اس کی مثال یہ دیتا ہوں کہ یہ سب کو پتہ ہے کہ پھانسی دینا یہ ہوتا ہے کہ کسی کے گلے میں پھندا ڈال کر اس کے پاؤں کے نیچے سے تختہ کھینچا اور پھر اس کا دم گھٹ کر مرجانا، لیکن اگر کسی کے بارے میں یہ کہا جائے کہ اسے پھانسی نہیں دی گئی تو کیا اس کا مطلب ضرور یہ ہوگا کہ اس کے گلے میں پھندا ڈالا گیا، تختہ کھینچا گیا لیکن اس کی موت نہیں ہوئی یا اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کے گلے میں پھندا ہی نہیں ڈالا گیا اور تختہ دار پر کھڑا ہی نہیں کیا گیا؟ یقیناً عام طور پر یہ دوسرا مطلب ہی لیا جائے گا۔ مرزا قادیانی نے قرآن کریم کے اس واضح موقف کے مقابلے میں اور اپنے حق میں جو دلیل پیش کی ہے وہ یہ ہے:

''میرے ساتھ میری شہادت کے واسطے اس وقت لاکھوں انسان موجود ہیں، قوموں کی قومیں اپنی متواتر اور متفقہ شہادت پیش کررہی ہیں، اگر کسی کو شک وشبہ ہو تو یہودی موجود ہیں، نصرانی موجود ہیں، اُن سے پوچھ لو کہ ان کا اس

بارہ میں کیا عقیدہ ہے۔ دونوں متخاصم موجود ہیں اُن سے پوچھ لو کہ آیا اس بات کے قائل ہیں جو تم پیش کرتے ہو، دیکھو تواتر قومی کو بغیر کسی زبردست دلیل اور حجت نیرہ کے توڑ دینا اور اس کی پرواہ نہ کرنا بھاری غلطی ہے۔''

(ملفوظات، جلد5، صفحات: 691، 692)

یہاں مرزا صاف طور پر اپنی اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر ڈالا گیا تھا یہودیوں اور عیسائیوں کو دلیل کے طور پر پیش کر رہا ہے یعنی وہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ اس کے پاس اس بارے میں قرآن وحدیث سے یا اسلامی مصادر سے کوئی دلیل نہیں، لیکن مرزا قادیانی کی یہ شہادت کسی کام کی نہیں کیونکہ اگر موجودہ بائبل کا مطالعہ کیا جائے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شاگردوں یا پیروکاروں میں سے ایک گواہ بھی ایسا نہیں ملتا جو واقعہ صلیب کا عینی شاہد ہو اور جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر دیکھا ہو، بائبل ہمیں یہ بتاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تمام شاگرد بھاگ گئے تھے، بلکہ ایک آخری شاگرد تو بقول بائبل اپنے کپڑے چھوڑ کر بھاگ نکلا تھا، بائبل میں موجود چاروں انجیلیں جن کی طرف منسوب ہیں یعنی متی، مرقس، لوقا اور یوحنا اِن میں سے کوئی بھی موقع پر موجود نہیں تھا جس نے حضرت مسیح علیہ السلام کو خود صلیب پر پڑے دیکھا ہو، کیا دنیا کی کوئی عدالت کسی واقعہ کے بارے میں کسی ایسے گواہ کی شہادت قبول کرتی ہے جو موقع پر موجود نہ ہو بلکہ پہلے ہی بھاگ گیا ہو؟، مرزا قادیانی کے اس دھوکے کو زائل کرنے کے لئے آیئے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ قدیم ترین عیسائی فرقوں کا یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو ہرگز صلیب پر نہیں ڈالا گیا تھا، یہ ہم نہیں کہتے بلکہ عیسائی علماء نے لکھا ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

قدیم ترین عیسائی فرقوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر ڈالے جانے کا انکار

مشہور مستشرق مسٹر جورج سیل (George Sale) جس نے قرآن کریم کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔ سورہ آل عمران کی آیت: 54 ﴿ومکروا ومکر اللّٰہ﴾ کے تحت لکھتا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:

''عیسائیوں کا فرقہ بی سی لیڈین جو عیسائیت کے نہایت شروع میں تھا مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے سے انکار کرتا تھا اور ان کا اعتقاد تھا کہ آپ کی جگہ سائمن کو صلیب دی گئی، ایسے ہی فرقہ سیرانتھین جو ان سے بھی پہلے تھا اور کارپا کریشن جو مسیح علیہ السلام کو صرف انسان مانتے ہیں (یعنی خدا نہیں مانتے۔ ناقل) ان کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ مسیح علیہ السلام کو صلیب پر نہیں ڈالا گیا بلکہ ان کے حواریوں میں سے ایک شخص جو آپ کا ہم شکل تھا صلیب پر ڈالا گیا، مصنف فوٹیس نے بھی رسولوں کے سفرنامے سے ایسا ہی نقل کیا ہے اور انجیل برناباس میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔''

(جورج سیل کا ترجمہ قرآن، صفحہ 61 سورت نمبر: 3، مطبوعہ لندن سنہ 1825)

اس حوالے میں انجیل برناباس کا ذکر آیا ہے تو آیئے دیکھتے ہیں اس میں واقعہ صلیب کے بارے میں کیا لکھا ہے:

''پس جب اللہ نے اپنے بندے کو خطرے میں دیکھا، اپنے سفیروں جبریل، میکائیل، رفائیل اور اوریل کو حکم دیا کہ یسوع کو دنیا سے لے لیں، تب پاک فرشتے آئے اور یسوع کو دکھن کی طرف دکھائی دینے والی کھڑکی سے لے لیا پس وہ اس کو اٹھا کر لے گئے اور اسے تیسرے آسمان میں ان فرشتوں کی صحبت میں رکھ دیا جو ابد تک اللہ کی تسبیح کرتے رہیں گے۔''

(انجیل برناباس، انگریزی/اٹالین، فصل215، آیات: 4تا6 طبع آکسفورڈ سنہ 1907)

''یہودا، زور کے ساتھ اس کمرے میں داخل ہوا جس میں سے یسوع کو اٹھا لیا گیا تھا اور شاگرد سب کے سب سو رہے تھے، پس یہودا بولی اور چہرے میں بدل کر یسوع کے مشابہ ہو گیا یہاں تک کہ ہم لوگوں نے اعتقاد کیا کہ وہی مسیح ہے۔''

(انجیل برناباس، فصل216، آیات 1تا3)

''.....تب وہ لوگ اسے جمجمہ پہاڑ پر لے گئے جہاں کہ مجرموں کو پھانسی دینے کی ان کی عادت تھی اور وہاں اس یہودا کو ننگا کر کے صلیب پر لٹکایا اس کی تحقیر میں مبالغہ کرنے لگے۔''

(انجیل برناباس، فصل217، آیات 77تا78)

معلوم ہوا کہ قدیم ترین عیسائی فرقے اور خاص طور پر وہ جو موحد تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نہیں سمجھتے تھے وہ اس بات کا انکار کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر ڈالا گیا تھا، اسی طرح انجیل برناباس میں بھی یہی بات لکھی ہے کہ فرشتوں نے حضرت علیہ السلام کو آپ کے گھر کی کھڑکی سے اٹھا لیا تھا اور انجیل برناباس کا حوالہ خود مرزا قادیانی نے یہ ثابت کرنے کے لئے دیا تھا کہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی ''محمد'' مذکور ہے اور اس نے اس انجیل کو قابل اعتماد تسلیم کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا، لہٰذا مرزا قادیانی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر ڈالا جانا عیسائیوں کے تواتر قومی سے ثابت ہونے کا دعویٰ بھی ایک جھوٹ ہے۔ (جاری ہے)

چوتھا سالانہ کُل کراچی بین المدارس تقریری مسابقہ ۱۴۳۹ھ

بعنوان: تحفظ ناموس رسالت قرآن وحدیث کی روشنی میں

۱۶رنومبر ۲۰۱۷ء، ۲۶رصفر المظفر ۱۴۳۹ھ، بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ٹاؤنز	مقام	مسئول تقریری مسابقہ	رابطہ نمبر
گڈاپ ٹاؤن	جامعہ صدیقیہ نور محمد گوٹھ، نزد گلشن معمار	قاری ظفر اقبال	0333-2374680
بلدیہ ٹاؤن	جامعہ عثمانیہ، یوسف گوٹھ، نزد بکرا پیڑی	مولانا عبدالعزیز ملازی	0316-2553395
لانڈھی ٹاؤن	جامعہ تحفیظ القرآن شیر پاؤ کالونی، نزد حسینی چورنگی	حافظ محمد عبدالوہاب پشاوری	0315-3796371
شاہ فیصل ٹاؤن	جامعہ حمادیہ، شاہ فیصل کالونی	مولانا محمد اشفاق	0300-2751607
جمشید ٹاؤن	مدرسہ فرقانیہ، جیل چورنگی	مولانا محمد بلال	0300-2444226
لیاری ٹاؤن	جامعہ عثمانیہ (شاخ جامعہ بنوری ٹاؤن) بہار کالونی	مولانا نعیم اللہ	0341-2566531

۲۳رنومبر ۲۰۱۷ء، ۳رربیع الاول ۱۴۳۹ھ، بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ٹاؤنز	مقام	مسئول تقریری مسابقہ	رابطہ نمبر
نارتھ کراچی ٹاؤن	جامعہ مدنیہ، سیکٹر C-5، نیو کراچی	مولانا محمد سلمان	0313-7010651
اورنگی ٹاؤن	جامع مسجد حنفیہ، سیکٹر E-11، نزد 5 نمبر چورنگی	مولانا محمد وسیم	0334-3947670
ملیر ٹاؤن	جامعہ خاتم النبیین، ماڈل کالونی	مولانا محمد الیاس	0322-3989487
کورنگی ٹاؤن	مدرسہ رحمانیہ (شاخ جامعہ بنوری ٹاؤن)، بلال کالونی	مولانا سلام اللہ عتیق	0313-8903266
لیاقت آباد ٹاؤن	مدرسہ انوار القرآن صدیقیہ، ناظم آباد نمبر 2	مولانا خالد محمود	0301-2754090
کیماڑی ٹاؤن	جامعہ عثمانیہ، شیر شاہ	مولانا حضرت حسین	0301-2269642

۳۰رنومبر ۲۰۱۷ء، ۱۰رربیع الاول ۱۴۳۹ھ، بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ٹاؤنز	مقام	مسئول تقریری مسابقہ	رابطہ نمبر
نارتھ ناظم آباد ٹاؤن	مدرسہ امام ابو یوسف، جامع مسجد باب رحمت، شادمان ٹاؤن	سید عرفان علی شاہ	0333-3534697
سائٹ ٹاؤن	مدرسہ اشرفیہ امدادیہ، سیکٹر 1، میٹروول	مولانا سید مشتاق احمد شاہ شیرازی	0333-2493677
بن قاسم ٹاؤن	جامعہ محمودیہ اشاعت القرآن، قائد آباد	مولانا محمد جنید	0333-2578711
گلشن اقبال ٹاؤن	جامعہ دار الخیر، گلستان جوہر	مولانا قاری عبدالسمیع رحیمی	0300-3721458
گلبرگ ٹاؤن	جامعہ گلشن عمر (شاخ جامعہ بنوری ٹاؤن)، سہراب گوٹھ	مولانا محمد قاسم	0333-3088696
صدر ٹاؤن	مدرسہ معہد الارشاد الاسلامی، مہاجر کیمپ مسجد صدر	مولانا مسعود احمد لغاری	0300-3362937

شعبہ نشر واشاعت: **عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی**

0300-9899402
0332-2454681

فرما گئے یہ ہادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کراچی کے زیر اہتمام

لا نبی بعدی

چوتھا سالانہ کل کراچی بین المدارس

تقریری مسابقہ

دینی مدارس وجامعات کے ہونہار نوجوانوں میں بیان وتقریر کا ملکہ پیدا کرنے اور انہیں تحفظ ختم نبوت کے مقدس مشن سے منسلک کرنے کے لئے حسب سابق امسال بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ کی زیر سرپرستی اور مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد کی زیر نگرانی ''تقریری مسابقہ'' منعقد کیا جارہا ہے، جس کے تین مراحل ہیں۔

★...... پہلا مرحلہ بعنوان: ''تحفظ ناموس رسالت... قرآن وحدیث کی روشنی میں''

اس مرحلہ میں ۱۶، ۲۳ اور ۳۰ رنومبر ۲۰۱۷ء کو کراچی بھر کے ۱۸ ٹاؤنز میں سے ہر ٹاؤن میں تقریری مسابقے ہوں گے۔ پوزیشن ہولڈرز دوسرے مرحلہ میں حصہ لینے کے مجاز ہوں گے۔

★...... دوسرا مرحلہ بعنوان: ''گستاخ رسول کی شرعی وآئینی حیثیت''

۲۱ اور ۲۸ ردسمبر ۲۰۱۷ء کو کراچی کے ۶ اضلاع میں مسابقے ہوں گے۔ ہر ضلع کے اول، دوم اور سوم آنے والے طلبا انعامات کے علاوہ مرکزی مسابقہ میں حصہ لینے کے مستحق ہوں گے۔

★...... مرکزی مسابقہ بعنوان: ''اسلام اور پاکستان کے خلاف قادیانی سازشیں''

ضلعی مسابقہ میں پوزیشن حاصل کرنے والے ۱۸ خوش نصیب طلبا کے درمیان ۸ رفروری ۲۰۱۸ء کو حتمی مسابقہ ہوگا۔ ان شاء اللہ!

مزید تفصیلات کے لئے اندرونی صفحہ میں اشتہار ملاحظہ فرمائیں

شعبہ نشر واشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

0300-9899402
0332-2454681